MIRRAT UL ARIFEEN INTERNATIONAL

ماہنامہ

لاہور

مرآۃ العارفین انٹرنیشنل

جلد 21

شمارہ 02

جون 2020ء / شوال المکرم 1441ھ

WWW.MIRRAT.COM



اس شمارے میں

- امام سُفیان ابن عُیینہ (تذکرہ)
- ارطغرل غازی (طویل نظم)
- ماحولیاتی تبدیلیوں سے متعلق پالیسیز
- کتاب بینی اور آج کا نوجوان

اور

دیگر تحقیقی و تجزیاتی مضامین

Jun-2020 MONTHLY MIRRAT-UL-ARIFEEN INTERNATIONAL LAHORE - PAKISTAN CPL#106

انا خاتم النبیین لانبی بعدی



عقیدہ ختم نبوت

کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ

''مسلمان ہونے، مسلمان بن کر رہنے اور بطور مسلمان مرنے کیلئے آنحضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خاتم النبیین ہونے پر ایمان لازمی شرط ہے''۔

A Public Awareness Message

مسلسل اشاعت کا اکیسواں سال

MIRRAT UL ARIFEEN INTERNATIONAL

ماہنامہ مرآۃ العارفین انٹرنیشنل لاہور

جون 2020ء / شوال المکرم 1441ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



فیضانِ نظر

سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی صاحب سروری قادری

فی شمارہ نیوز پرنٹ 40 روپے — سالانہ (ممبر شپ) 480 روپے

فی شمارہ آرٹ پیپر 50 روپے — سالانہ (ممبر شپ) 600 روپے

سعودی ریال	امریکی ڈالر	یورپین پونڈ
200	100	80

نگلہ کرخانقاہی ہو سے اداکر رسمِ شبیری (اقبال)

سلطان العارفین حضرت سلطان باھو کی نسبت سے شائع ہونے والا فلسفۂ وحدانیت کا ترجمان،
اصلاحِ انسانیت کا پیامبر اتحادِ ملتِ بیضا کے لئے کوشاں نظریۂ پاکستان کی روشنی میں استحکامِ پاکستان کا داعی

اس شمارے میں

برائے خط و کتابت
ماہنامہ مرآۃ العارفین انٹرنیشنل P.O.Box No.11 جی پی او لاہور
E-mail: miratularifeen@hotmail.com
WWW.ALFAQR.NET, WWW.MIRRAT.COM



اللہ



وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ (سبا:28)

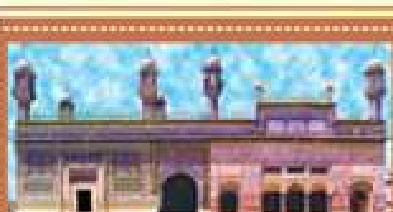
”اور (اے حبیبِ مکرم!) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر اس طرح کہ (آپ) پوری انسانیت کے لیے خوشخبری سنانے والے اور ڈر سنانے والے ہیں لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے“۔

”سیدنا ثوبان (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: بے شک میری اُمت میں تیس کذاب (بلاشبہ مرزا قادیانی انہیں میں سے ہے لہٰذا قادیانیت مردہ باد) ہوں گے، ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے- حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں“۔ (سنن الترمذی، ابواب الفتن)



فرمان سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی (رضی اللہ عنہ)

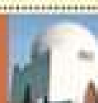
”اے جاہلو، اے منافقو! کس چیز نے تمہارے دل سیاہ کر دیے ہیں اور کس چیز نے تمہاری ہو اگندی کر دی اور تمہاری زبان درازی اور لہجے کی سختی کتنی بڑھ گئی ہے، جن فضول باتوں میں تم مبتلا ہو، ان سب سے توبہ کرو، اللہ عزوجل اور اس کے خاص بندوں میں طعن نہ کرو، جو اللہ عزوجل کو دوست رکھتے ہیں، اللہ عزوجل ان کو دوست رکھتا ہے اور ان پر دنیا میں جو لکھ دیا گیا ہے، اسے حاصل کرنے پر ان پر اعتراض نہ کرو، کیونکہ وہ اللہ عزوجل کے امر سے حاصل کرتے ہیں- اسے اپنی خواہش سے نہیں- اولیاء اللہ کے پاس محبتِ الٰہی اور اس کا شوق ہے، ماسوی اللہ سے بے رغبتی ہے اور ظاہر باطن سب سے منہ پھیر کر بے قرار ہیں، لیکن نصیب لکھنے والے نے ازل سے ان کا نصیب لکھ دیا ہے جن کا کھانا ان کے لیے ضروری ہو گیا ہے، ان کے لیے دنیا میں قیام، دنیا کی رہائش اور دنیاوی چیزوں کا استعمال اور جھٹلانے والوں کو دیکھنا بہت ہی سخت ناپسند ہے“۔ (فتح الربانی)



فرمان سلطان العارفین حضرت سلطان باھُو (رحمۃ اللہ علیہ)

اندر وِچ نماز اساڈے ہِکسے جا نتیوں ھُو
نال قیام رکوع سجودے کر تکرار پڑھیوں ھُو
ایہہ دل ہجر فراقوں سڑیا ایہہ دم مرے نہ جیوں ھُو
سچا راہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) والا باھو جیں وچ رب لبھیوں ھُو

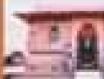
(ابیاتِ باھُو)



فرمان قائد اعظم محمد علی جناح (رحمۃ اللہ علیہ)

ایمان، اتحاد، تنظیم

میرا عقیدہ ہے کہ ہماری نجات انہیں سنہری قوانین کی پابندی میں ہے جو ہمارے شارعِ اعظم پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہمارے لیے متعین کیے۔ آئیے ہم اپنی جمہوریت کی اساس صحیح اسلامی تصورات اور اصولوں پر استوار کریں“۔ (سبی، 14 فروری 1948ء)



فرمان علامہ محمد اقبال (رحمۃ اللہ علیہ)

وہ دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیِ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول، وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یسیں، وہی طٰہٰ

(بالِ جبریل)



عقیدہ ختمِ نبوت

یہ دنیا دارالفتن ہے، اس میں طرح طرح کے فتنے ظہور پذیر ہوئے اور ہوتے رہیں گے- جیسا کہ اسلام کے اول زمانہ میں معتزلہ، جبریہ، قدریہ اور کرامیہ کے نام سے فتنوں نے جنم لیا- اسی طرح اس دور میں ان سے بڑا فتنہ "فتنہ قادیانیت" ہے جو نہ صرف اپنے آپ کو صحیح مسلمان سمجھتے ہیں بلکہ اپنے علاوہ دیگر مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں؛ اور ان فتنوں کے بارے میں حضور رسالت مآب خاتم الانبیاء والمرسلین (ﷺ) نے پہلے آگاہ فرماتے ہوئے اپنی زبان گوہر فشاں سے ارشاد فرمایا:

"اور بے شک عنقریب میری امت میں سے ایسے لوگ نکلیں گے، ان میں نفسانی خواہشات اس قدر سرایت کر جائیں گی جس طرح (باؤلے) کتے کے کاٹے ہوئے شخص کے اندر کتے کا زہر سرایت کر جاتا ہے اور اس کی کوئی رگ اور کوئی جوڑ باقی نہیں رہتا جس میں وہ زہر سرایت نہ کر جائے"- (مسند احمد ابن حنبل)

ختم نبوت ایک ایسا واضح عقیدہ ہے کہ قرآن حکیم میں سو سے زیادہ آیات ایسی ہیں جو صراحتاً یا کنایۃً عقیدہ ختم نبوت کی تائید و تصدیق کرتی ہیں- خود حضور نبی کریم (ﷺ) نے اپنی متعدد اور متواتر احادیث میں عقیدہ ختم نبوت پہ زور دیا- یہاں ہم صرف دو آیات مبارکہ اور تین احادیث مبارکہ لکھ کر عقیدہ ختم نبوت کو واضح کرنے کی سعی سعید کرتے ہیں: "آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا" (المائدہ:3)- اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں علامہ ابن کثیر (رحمۃ اللہ علیہ) رقمطراز ہیں:

"اللہ تعالیٰ کا اس امت پہ سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے ان کے لیے ان کا دین مکمل کر دیا، اب وہ کسی دوسرے دین کے محتاج نہیں اور نہ اپنے نبی مکرم (ﷺ) کے علاوہ کسی دوسرے نبی کے"- (تفسیر ابن کثیر زیر آیت المائدہ:3)

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (الاعراف:158) "اے محبوب مکرم (ﷺ) فرماؤ! اے لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں"-

اس آیت مبارکہ میں بھی واضح پیغام ہے کہ آپ (ﷺ) کے بعد کسی کو بھی کسی حوالے سے نبی ماننے سے لازم آتا ہے کہ آپ (ﷺ) کی نبوت تمام لوگوں کے لیے معاذ اللہ کافی نہیں اور یہ اللہ پاک کے فرمان مبارک کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے-

حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: "اب نبوت اور رسالت کا انقطاع عمل میں آ چکا ہے لہٰذا میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی" (سنن الترمذی، کتاب الرؤیا)-

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: "اور مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا اور مجھ پر تمام انبیاء کرام (علیہم السلام) کی نبوت اختتام پذیر ہوئی"- (صحیح مسلم، کتاب المساجد)

حضرت حذیفہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: "میری امت میں ستائیس کذاب اور دجال ہیں ان میں سے چار عورتیں ہیں اور بے شک میں ہی آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں"- (مسند احمد ابن حنبل)

سلطان العارفین حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) نے عقیدہ ختم نبوت، عظمتِ قرآن، ناموس صحابہ (رضی اللہ عنہم) اور آئمہ دین کی حقانیت کا دفاع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"جان لے کہ مندرجہ ذیل مراتب تک کوئی نہیں پہنچ سکتا، اگر کوئی ان مراتب تک پہنچنے کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ کاذب و ساحر و کافر و صاحبِ استدراج مرتد ہے- وہ خاص الخاص چھ مراتب یہ ہیں: (۱) "یہ کہ آیاتِ قرآن حضرت محمد رسول اللہ (ﷺ) کے سوا کسی اور پر نازل نہیں ہوئیں"- (۲) "حضور رسالت مآب (ﷺ) خاتم النبیین ہیں، ان کے بعد کسی اور پر وحی نازل نہیں ہو سکتی"- (۳) "یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا اور کوئی شخص معرفتِ الٰہیہ کے انتہائی مراتب تک نہیں پہنچ سکتا"- (۴) "یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا کوئی اور شخص مراتب قاب قوسین پر پہنچ کر ظاہری آنکھوں سے معراج نہیں کر سکتا"- (۵) "یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب پاک کے سوا کوئی اور شخص اصحاب صفہ، اصحاب بدر، اصحاب کبار اور جملہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے مراتب تک نہیں پہنچ سکتا"- (۶) "یہ کہ روایت کے علم میں چار اجتہادی مذاہب کے مجتہد اماموں کے مرتبۂ اجتہاد پر سوائے ان چار اماموں کے اور کوئی نہیں پہنچ سکتا اور یہ کہ وہ چاروں اجتہادی مذاہب برحق ہیں"- (کلید التوحید کلاں)

یہ بات ذہن نشین رہے کہ قادیانیت کے پیروکار اپنے علاوہ سب کو گمراہ اور کافر سمجھتے ہیں اور اگر مرزا کے گمراہ کن عقائد کا تعاقب کرنے کے لیے ان کی کتاب "تذکرہ اور روحانی خزائن" کا مطالعہ کر لیا جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ کفایت کرے گی- یہاں صرف دو حوالے رقم کیے جاتے ہیں:

اپنی کتاب تذکرہ (مجموعہ الہامات، کشوف ورؤیا، ص:280) پہ لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا:

"جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہو گا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے"۔

"میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی"۔ (روحانی خزائن، جلد 18، ص:211)

مرزا ملعون کے پیروکاروں کی طرف ختم نبوت پہ ڈاکہ ڈالنے اور سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلانے کیلئے جو بے سروپا اعتراضات گھڑے جاتے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ "لفظ خاتم کا معانی مہر ہے"۔ آخری نہیں یعنی حضور نبی کریم (ﷺ) انبیاء کرام (علیہم السلام) کی نبوت پہ مہر لگانے والے ہیں اور یہ مہر آپ (ﷺ) نے مرزا پہ بھی لگا دی، لہٰذا معاذ اللہ ان کو بھی نبوت مل گئی۔

اول تو خاتم کا یہاں معانی مہر کرنا درست نہیں کیونکہ علماء لغت کے نزدیک جب خاتم کا لفظ مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے "آخر اور ختم کرنے والا" تو یہاں لفظ خاتم چونکہ "النبیین" کی طرف مضاف ہو کر استعمال ہو رہا ہے اس لیے اس کا مطلب ہے انبیاء کرام (علیہم السلام) میں سب سے آخر اور انبیاء یعنی سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والا! اور اگر اس کا معانی مہر کر دیا جائے کیونکہ یہ لفظ فی نفسہٖ الگ اس معانی کا احتمال رکھتا ہے تو اس صورت میں بھی اس کا معانی ہو گا جیسا کہ امام لغت محمد بن مکرم بن علی افریقی (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں: ختم اور طبع لغت میں یکساں معانی میں مستعمل ہے اور اس کا معانی ہے کسی چیز کو ڈھانپنا اور اس کو اس طرح بند کرنا کہ اس میں کوئی اور چیز داخل نہ ہو"۔ (لسان العرب، فصل الخاء المعجمۃ)

مزید رقمطراز ہیں: **وخِتامُ القَومِ وخاتِمُهم وخاتَمُهم** کا مطلب ہے "ان میں سب سے آخر" اور (سیدنا) محمد (ﷺ) تمام انبیاء کرام (علیہم السلام) کے آخر میں تشریف لانے والے ہیں اور خاتِم اور خاتَم (تاء کے زبر اور زیر کے ساتھ دونوں) حضور نبی کریم (ﷺ) کے اسماء مبارکہ میں سے ہیں اور قرآن پاک میں مذکور ہے "محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں یعنی ان (تمام انبیاء کرام (علیہم السلام)) کے آخر میں تشریف لانے والے"۔ (لسان العرب، فصل الخاء المعجمۃ)

کفارِ قادیان کی طرف سے کم علم و سادہ لوح مسلمانوں کو اسلام سے ہٹانے کیلئے دوسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ سیدنا عیسیٰ (علیہ السلام) کا قربِ قیامت کے وقت تشریف لانا اس بات کی دلیل ہے کہ حضور نبی کریم (ﷺ) کے بعد نبوت کا دروازہ بالکل بند نہیں ہوا۔

اس کا مختصر جواب کچھ یوں ہے:

عقیدہ ختم نبوت میں اس سے مراد یوں ہے کہ آپ (ﷺ) کے بعد اب کوئی نبی بن کر نہیں آئے گا اگر سیدنا عیسیٰ (علیہ السلام) تشریف لائیں گے تو آپ (ﷺ) کی شریعت مطہرہ کے تابع اور ممد و معاون بن کے نزول فرمائیں گے اور سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے بھی اپنی زبان گوہر فشاں سے یہی ارشاد فرمایا:

"اس وقت تمہاری کیا شان ہو گی جب تم میں ابن مریم نزول فرمائیں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہو گا"۔ (صحیح بخاری)

اسی طرح مسند احمد بن حنبلؒ کی روایت میں مذکور ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

"عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) نازل ہوں گے ان (مسلمانوں کا امیر کہے گا آیئے نماز پڑھایئے۔ حضرت عیسیٰ اس امت کی عزت افزائی کے لیے فرمائیں گے نہیں۔ تمہارے بعض، بعض پر امیر ہیں"۔

حضور خاتم النبیین، رحمۃ اللعٰلمین (ﷺ) کی ختم نبوت کا مسئلہ انتہائی حساس ہے۔ مسلمانوں نے کبھی بھی اس مسئلہ کو غیر سنجیدہ نہیں لیا، ہر دور میں پہریداریٔ ختم نبوت میں جانوں کا نذرانہ پیش کرنا اپنے لیے سعادتِ عظمیٰ سمجھا۔ سیدنا صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) کے دور مبارک میں جب یہ فتنہ کھڑا ہوا تو بارہ سو (1200) جید صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے جام شہادت نوش فرما کر اس کا دفاع کیا۔ لیکن کبھی رو مائز نہیں کیا اور پاکستان میں جب اس فتنے نے جنم لیا تو اس کے خلاف 1953ء میں باقاعدہ تحریک چلی اور تمام مکتبہ فکر کے علماء نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ بالآخر 7 ستمبر 1974ء کو وہ مبارک دن آپہنچا جب قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر طویل بحث کے بعد قادیانیوں کی دونوں شاخوں (احمدی، لاہوری) کو عیسائیوں، ہندوؤں، سکھوں اور پارسیوں کی طرح کی ایک غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور آئین پاکستان کی شق 260(3) میں مسلمان کی واضح تعریف کی گئی کہ مسلمان وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اکملیت پر یقین رکھتا ہو اور حضور نبی اکرم (ﷺ) کو آخری نبی مانتا ہو، کسی بھی ایسے شخص پر ایمان نہ رکھتا ہو جو نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے اور غیر مسلم وہ شخص ہے جس کا تعلق عیسائیت، یہودیت، ہندومت، سکھ مت، بدھ مت، پارسی، قادیانی گروپ، لاہوری گروپ یا احمدی گروپ سے ہو"۔

قرآن و سنت کی واضح احکام مبارکہ کی روشنی، اجماع امت اور ان کے گمراہ کن عقائد کو دیکھ کر علماء حق نے یہ متفق فتویٰ جاری فرمایا:

"اگر کوئی شخص حضور نبی اکرم (ﷺ) کے بعد نبوت یا رسالت کا دعویٰ کرے (خواہ کسی معنی میں ہو) وہ کافر، کاذب، مرتد اور خارج از اسلام ہے۔ نیز جو شخص اس کے کفر و ارتداد میں شک کرے یا اسے مومن، مجتہد یا مجدد وغیرہ مانے وہ بھی کافر و مرتد اور جہنمی ہے"۔

لہٰذا ختم نبوت پہ پہرہ دینا ہر مسلمان کا دینی تقاضا ہے۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ تمام مسلمانانِ عالم کی ایسے فتنوں سے حفاظت فرمائے۔

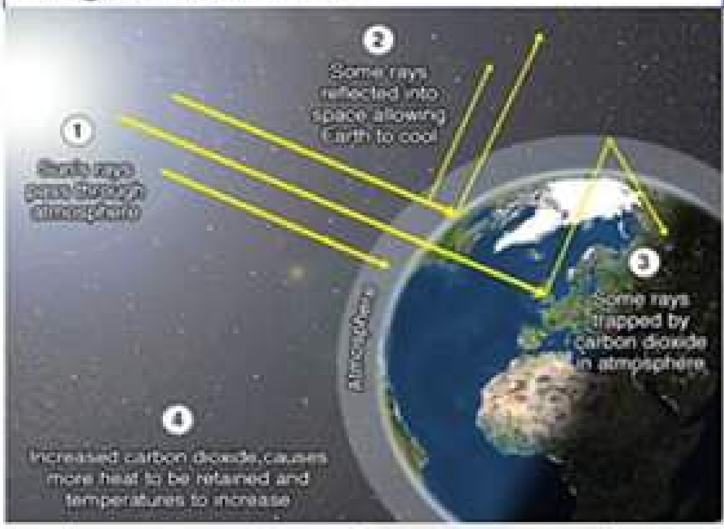
ماحولیاتی تبدیلیوں سے متعلق پالیسیز کے نفاذ میں درپیش چیلنجز



مسلم انسٹیٹیوٹ کی طرف سے ریکارڈ ہال لندن میں "ماحولیاتی تبدیلیوں سے متعلق پالیسیز کے نفاذ میں درپیش چیلنجز" کے موضوع پر ایک راؤنڈ ٹیبل ڈسکشن کا انعقاد کیا گیا- اس موقع پر ڈاکٹر یویس پلنچرل (لیکچرار گرانتھام انسٹیٹیوٹ برائے ماحولیاتی تبدیلی) اور ڈاکٹر اقبال (حسین صدر مسلم انسٹیٹیوٹ برطانیہ) نے اپنے خیالات کا اظہار کیا- جناب علی راؤ (ریسرچ ایسوسی ایٹ مسلم انسٹیٹیوٹ) نے ابتدائی کلمات ادا کیے- جناب علی افتخار (پروگرام مینیجر مسلم ڈیبیٹ) نے ماڈریٹر کے فرائض سرانجام دیئے-

مقررین کی جانب سے کیے گئے اظہارِ خیال کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

The greenhouse effect

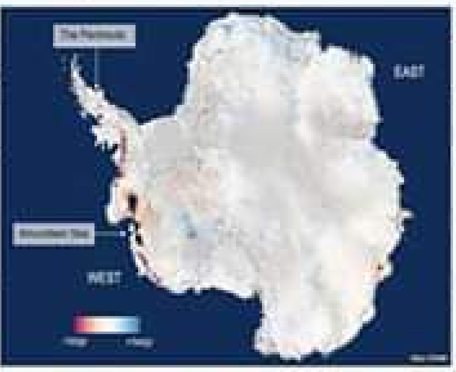


آج کل کے شدید موسمی حالات کی بنیادی وجہ ماحولیاتی تبدیلی ہے جیسا کہ شمالی کرۂ ارض میں شدید سیلاب کی کیفیت اور آسٹریلیا کے جنگلات میں بڑے پیمانے پر لگنے والی آگ کے واقعات شامل ہیں- ہم ایک ایسے دوراہے پر آن پہنچے ہیں جہاں ہمارے کیے گئے فیصلے نہ صرف ہم پر بلکہ ہماری آنے والی نسلوں پر بھی اثر انداز ہوں گے- کچھ مثالوں میں بڑے پیمانے پر 'کورل ریف' کا خاتمہ اور مغربی انٹارکٹیکا میں برف کی سطح میں تیزی سے کمی شامل ہے- اگر گلوبل وارمنگ اسی شدت سے جاری رہتی ہے تو مختلف حیاتیاتی نظاموں کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے- گرین ہاؤس گیسز کی ماحول میں بڑھتی ہوئی مقدار کی وجہ سے ماحولیاتی درجہ حرارت میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے- اگر دنیا کا اوسط درجہ حرارت 2 ڈگری سینٹی گریڈ تک بڑھ جاتا ہے تو یہ نہ صرف انسانوں کے لیے بلکہ روئے زمین پر بسنے والے تمام جانداروں کے لیے تباہ کن ہو گا- اس لیے پالیسی سازی کے وقت ہمیں سائنسی حقائق کو مدِ نظر رکھنا ہو گا-

سمندروں میں پانی کی سطح تیزی سے بڑھ رہی ہے کیونکہ بڑھتے ہوئے درجہ حرارت سے برف کے پگھلنے کی رفتار میں اضافہ ہوا ہے- انٹارکٹیکا میں بھی برف کے پگھلاؤ میں تیزی آئی ہے- اس بات کی تصدیق سیٹلائٹ سے حاصل شدہ ڈیٹا سے بھی ہوئی ہے- اگر گلوبل وارمنگ کو کنٹرول کر لیا جائے تو لاتعداد لوگوں کا معیارِ زندگی بہتر کیا جا سکتا ہے- گلوبل وارمنگ کے لوگوں کی صحت پر بھی واضح اثرات مرتب ہو سکتے ہیں اور ملیریا جیسی متعدی بیماریوں میں اضافہ ہو سکتا ہے-

زمین سورج سے آنے والی شعاؤں کو واپس خلا کی طرف منعکس کر دیتی ہے تا کہ اس کا درجہ حرارت حد سے نہ بڑھے لیکن فضا میں موجود کاربن ڈائی آکسائڈ کی بڑھتی مقدار ان شعاؤں کا انعکاس روک دیتی ہے- نتیجتاً زمینی درجہ حرارت میں بہت زیادہ اضافہ ہو رہا ہے- بلاشبہ، دوسری وجوہات کے ساتھ انسانی سرگرمیاں بھی ماحولیاتی تبدیلی کا بہت بڑا سبب ہیں جن سے ہر سال تقریباً 5 ٹن فی کس کاربن گیسز ماحول میں شامل ہو کر آلودگی کا باعث بنتی ہیں- زمین کی فضا میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے- اس وقت ماحول

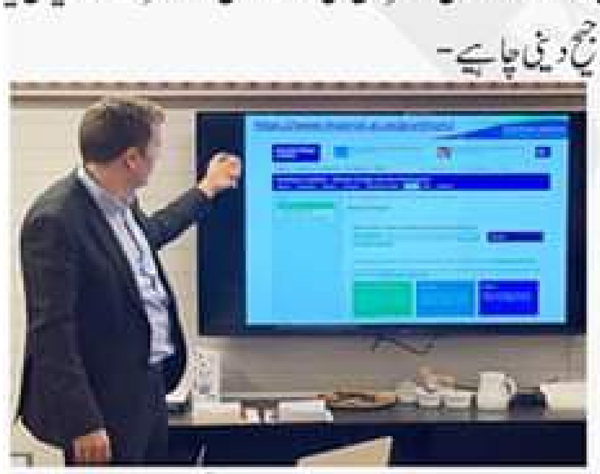
میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار کا موازنہ آج سے 500 ملین سال پہلے کی مقدار سے کیا جاسکتا ہے۔ آج کے دور میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کا لیول جس تیزی سے بڑھ رہا ہے اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ اسی وجہ سے عالمی درجہ حرارت میں نہایت سبک رفتاری سے اضافہ ہو رہا ہے۔



کاربن ڈائی آکسائیڈ کی حد سے زیادہ مقدار نہ صرف زمین بلکہ سمندری ماحول کے لیے بھی خطرناک ہے۔ فضا میں جتنی زیادہ کاربن ڈائی آکسائیڈ ہو گی اتنی زیادہ سمندری پانی میں جذب ہو گی۔ مختلف ذرائع سے پیدا ہونے والی کاربن ڈائی آکسائیڈ کا 31 فیصد سمندر اور 24 فیصد زمین جذب کر لیتی ہے جبکہ 45 فیصد ہوا میں رہ جاتا ہے۔ کاربن ڈائی آکسائیڈ کا بڑھا ہوا یہ لیول سمندری پانی میں تیزابی اثرات پیدا کرتا ہے۔ سمندر کی یہ تیزابی کیفیت دوسرے ماحولیاتی اثرات جیسا کہ گرم پانی، آکسیجن کی کمی، برفانی پگھلاؤ اور ساحلی کٹاؤ کی موجودگی میں آبی حیات کی بقاء کے لیے سنگین خطرہ ہے۔ سمندری پانی کی یہ تیزابیت کاربونیٹ آئن کی تعداد میں کمی لاتی ہے جن پر سیپ، کیکڑا، مونگا اور دیگر آبی حیات کا اپنے شیلز کی نشو و نما کیلیے گہرا انحصار ہے۔ اسی طرح جب سمندروں کی اوپر والی سطح زیادہ گرم ہو جائے گی تو آکسیجن کا سمندر کی نچلی سطحوں تک سرایت کرنا مشکل ہو جائے گا جبکہ سمندری حیات کی زندگی کا دارومدار آکسیجن پر ہے۔

گلوبل وارمنگ کا ایک اور سنگین نتیجہ برف کا پگھلاؤ اور سطح سمندر میں اضافہ ہے۔ زیادہ درجہ حرارت گلیشیرز اور برفانی چوٹیوں سے پانی کی کثیر مقدار کا سمندروں کی جانب بہاؤ کا باعث بنتا ہے جس سے سمندری پانی کے درجہ حرارت اور سطح دونوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ پچھلے سو سالوں میں سمندری پانی کی عالمی سطح 4 سے 8 انچ تک بلند ہو چکی ہے جس سے پوری دنیا میں ساحلی حدود میں تبدیلی کے سنگین خطرات لاحق ہو چکے ہیں۔ ان عوامل کی وجہ سے زمین کا درجہ بیاض (کسی چیز کی سطح میں روشنی کو منعکس کرنے کی طاقت) بھی تبدیل ہو رہا ہے جس سے سورج کی زیادہ شعاعوں کو جذب کرنا زمینی درجہ حرارت میں مزید اضافہ کا باعث بنے گا۔

شواہد سے اس بات کا پتا چلتا ہے کہ ماحولیاتی تبدیلی واضح طور پر انسانی سرگرمیوں کا نتیجہ ہے۔ ہر انسان کی انفرادی سرگرمی کسی نہ کسی طرح معمولی مقدار میں آلودہ گیسز کے اخراج کا باعث بنتی ہے۔ اگر ہر شخص میں ماحولیاتی آلودگی کے بارے میں شعور پیدا ہو جائے اور وہ اپنی ایسی سرگرمیوں کے بارے میں محتاط ہو جائے جو آلودہ گیسز کے اخراج کا باعث بنتی ہیں تو یہ انفرادی کوششیں بڑے پیمانے پر بار آور ثابت ہو سکتی ہیں۔ ہر انسان کو ذاتی سطح پر آلودہ گیسز کے اخراج میں کمی کیلیے گوشت، دودھ، پنیر، مکھن اور ڈیری کی دیگر مصنوعات کے استعمال کو کم کرنا، علاقائی سطح پر پیدا کی گئی خوراک کے استعمال میں اضافہ، پانی کا محتاط استعمال، گھروں کی انسولیشن، الیکٹرک گاڑیوں یا سائیکل کے استعمال کو بڑھانا اور ہوائی جہازوں کی بجائے ٹرین یا بسوں میں سفر کو ترجیح دینی چاہیے۔



اسی طرح غذا کی اقسام اور ذرائع حصول کے بھی اہم ماحولیاتی اثرات ہیں۔ اگر زیادہ گوشت اور ڈیری پروڈکٹس پر مشتمل غذاؤں کے استعمال میں کمی لائی جائے اور سبزیوں کے استعمال میں اضافہ کیا جائے تو گرین ہاؤس گیسز کے اخراج پر قابو پایا جاسکتا ہے اور عام آدمی کی صحت بہتر ہو سکتی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق عالمی آبادی 2050ء میں 7.6 ارب نفوس سے بڑھ کر 10 ارب تک پہنچ جائے گی جس کے اس سیارہ پر اہم اثرات ہوں گے۔ کم گوشت اور ڈیری مصنوعات پر مشتمل خوراک 1.5 ڈگری سینٹی گریڈ درجہ حرارت تک اضافے کے ہدف کے حصول میں معاون ثابت ہو گی۔

زمینی بگاڑ ایک عالمی مسئلہ ہے جو کاربن کے ماحول میں موجودہ تناسب کیلیے ایک بہت بڑا خطرہ ہے۔ درخت اور پودے ہماری خارج کردہ کاربن ڈائی آکسائیڈ کو استعمال کر کے ہمیں آکسیجن فراہم کرتے ہیں۔ تاہم، اس وقت پوری دنیا میں بڑے پیمانے پر جنگلات کی کٹائی جاری ہے۔ درختوں کو کاٹا جا رہا ہے اور زمین کو فصلوں کی کاشت کی بجائے دوسرے مقاصد کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے جس سے ماحول میں

کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار میں اضافہ ہوا ہے۔ اگر جنگلات اور زمین کے کٹاؤ پر قابو پالیا جائے تو بڑھتے ہوئے درجہ حرارت کی رفتار کو روکا جاسکتا ہے۔ تھائی لینڈ نے ہوائی جہازوں کے ذریعے وسیع رقبے پر بیج پھینکے ہیں جو زمین میں جڑ پکڑ کر آخر کار درخت کی شکل اختیار کر جاتے ہیں اور جنگلات کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس سے ملتے جلتے منصوبہ میں پاکستان کے صوبہ KPK میں ایک ارب درخت لگائے گئے ہیں۔ اسی طرح پاکستان میں اگلے 5 سالوں میں 10 ارب درخت لگانے کا منصوبہ بھی زیر غور ہے۔

مختلف ممالک ماحولیاتی تحفظ پر بہت سی پالیسیاں بنا رہے ہیں اور ان پر کامیابی سے عمل پیرا ہیں۔ لیکن یہ حقیقت حیران کن ہے کہ اس دوڑ میں کچھ ترقی یافتہ ممالک سب سے پیچھے ہیں۔ امریکہ ماحولیاتی تحفظ کیلیے ضروری اقدامات اٹھانے میں ناکام رہا ہے اور عالمی سطح پر ماحولیاتی پالیسی کی تشکیل میں تعمیری کردار ادا کرنے کی بجائے روڑے اٹکاتا رہا ہے۔ آسٹریلین گورنمنٹ ماحولیاتی تبدیلیوں سے متعلق پالیسیوں پر عمل کرنے میں ہچکچاہٹ کا شکار ہے۔ دوسری جانب پرتگال عالمی ماحولیاتی پالیسی پر عمل درآمد کے حوالے سے بنائی گئی ممالک کی لسٹ میں پہلے نمبر پر ہے۔ ماہرین کے مطابق پرتگال ماحول کو آلودہ کرنے والی گیسز کی روک تھام کے لیے نہایت سنجیدہ اور زبردست اقدامات اٹھا رہا ہے تاکہ 2030ء تک 55 فیصد اور 2050ء تک ایسی گیسز کے اخراج کو مکمل طور پر بند کیا جاسکے۔ اس لسٹ میں پرتگال کے بعد فن لینڈ کا نمبر ہے۔ فن لینڈ کی نئی منتخب شدہ حکومت 2035ء تک اپنے ملک کو مکمل طور پر کاربن نیوٹرل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ حیران کن طور پر مراکش بھی اس لسٹ میں نمایاں مقام کا حامل ہے اور اپنے ملک کو 2030ء تک مکمل طور پر ماحولیاتی آلودگی سے پاک کرنے کیلیے مراکش کی حکومت اور معاشرہ تن دہی سے مصروف عمل ہے۔ اس بات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ دعوؤں اور عمل میں بہت سا تضاد ہے۔ بہت سے ایسے ترقی یافتہ ممالک اور معیشتیں ہیں جو ماحولیاتی آلودگی جیسے سنگین مسئلہ اور اس کے انسانی نسل پر اثرات کے متعلق سنجیدہ نہیں ہیں۔

کاربن ڈائی آکسائیڈ کو ماحول سے تلف کرنا آسان نہیں۔ اس لیے سارا زور ان عوامل کو قابو میں لانے پر دیا جارہا ہے جن کے نتیجے میں کاربن ڈائی آکسائیڈ پیدا ہوتی ہے۔ گلوبل وارمنگ کو روکنے کے لیے 2030ء تک کاربن ڈائی آکسائیڈ کی پیداوار کو نصف پر لانے کا ہدف مقرر کیا گیا ہے۔ اس وقت کاربن ڈائی آکسائیڈ کا بڑا ذریعہ شہروں میں استعمال کیے جانے والے ذرائع توانائی ہیں۔ اگرچہ یہ ذرائع توانائی ترقی میں کلیدی حیثیت کے حامل ہیں لیکن ان کو مناسب منصوبہ بندی کے ذریعے بہتر کیا جاسکتا ہے۔ مضبوط پالیسیوں کی تشکیل ماحول میں لاحق خطرات کو کم کرسکتی ہے۔ اگر گلوبل وارمنگ کو کنٹرول کرلیا جائے تو 20 کھرب ڈالرز کی بچت کی جاسکتی ہے جس سے لاتعداد لوگوں کا معیار



زندگی بہتر کیا جاسکتا ہے۔ نامیاتی ایندھن پر سبسڈیز کو ختم کیا جائے تاکہ حکومتوں کے وسائل میں اضافہ ہو۔ تاہم ان تمام اصلاحات کے غربت پر اثر کو مد نظر رکھا جائے۔ ایسی پالیسیز تشکیل دی جائیں جو کاربن کا اخراج کرنے والے ذرائع کے اصول و ضوابط، قوانین اور قیمت پر کڑی نظر رکھیں۔ پہلا، ایسی تمام مشینری یا ٹیکنالوجی جو کاربن کے اخراج کا باعث بنتی ہیں ان کی قیمتوں میں اضافہ کیا جائے۔ اس سے نہ صرف اس مشینری کے استعمال میں کمی آئے گی بلکہ نئی ماحول دوست ٹیکنالوجی کی ایجاد کی طرف بھی توجہ بڑھے گی۔ دوسرا، نامیاتی ایندھن پر رعایت کا خاتمہ کیا جائے تاکہ مارکیٹ میں مقابلہ کا رجحان پیدا ہو اور دیگر ٹیکنالوجی کو بھی یکساں مواقع میسر آئیں۔ ترقی یافتہ ممالک کے پاس تکنیکی سہولیات اور وافر بجٹ موجود ہے جس کو ماحولیاتی پالیسیوں کو لاگو کرنے میں استعمال کیا جانا چاہیے۔ اس کرۂ ارض اور اس پر بسنے والے تمام انسانوں کو ماحولیاتی آلودگی کے سنگین نتائج سے بچانے کے لیے حکومتی سطح پر ماحول دوست پالیسیوں پر سختی سے عمل پیرا ہونا چاہیے اور نیز یہ کہ انفرادی سطح پر بھی ہمیں ایسا طرز زندگی اپنانا ہوگا جس سے کاربن فوٹ پرنٹ میں کمی آئے۔

☆☆☆☆



کتاب بینی اور آج کا نوجوان

لئیق احمد

اللہ تعالیٰ کے نزدیک عالم اور جاہل برابر نہیں ہیں- علم انسان کو دوسری مخلوقات سے ممتاز و منفرد کرتی ہے- علم اور مطالعہ ایک دوسرے سے براہِ راست تناسب رکھتے ہیں اور یہ تناسب ہمیں دینِ اسلام کے ابتدائی دور میں بخوبی نظر آتا ہے- قرآن مجید کی پہلی وحی "اقراء" کا نزول اور جنگِ بدر کے قیدیوں کو رہا کرنے کی شرط ناخواندہ لوگوں کو علم کی دولت سے بہرور کرنا اس کے شواہد ہیں- علم کے فروغ کی قدیم ترین "روشن کتاب" ہے- اللہ تعالیٰ نے انبیاء (علیہم السلام) پر جو وحی نازل فرمائی وہ کتاب و صحائف کی صورت میں محفوظ کی گئیں- کتاب دراصل نقلِ لوحِ محفوظ ہے اور اس دورِ جدید میں بھی ذخیرہ علم اور انتقالِ علم کا بلاشبہ بہترین اور عمدہ ذریعہ ہے- علم دوست معاشرے کی ایک واضح نشانی یہ ہوتی ہے کہ اس معاشرے کے افراد اپنا بہترین دوست کتاب کو بناتے ہیں- وہ اپنے روزمرہ کے عوامل سے فارغ ہو کر اپنا وقت فضول گوئیوں اور بے مقصد کاموں میں رائیگاں نہیں جانے دیتے بلکہ علم کی شمع جلا کر وہ کتب بینی میں وقت صرف کرتے ہیں- اہلِ ذوق کا عالم تو یہاں تک ہے کہ ان کے اپنے گھروں میں ہی مکمل کتب خانے موجود ہیں- مگر آج ذوق نوحہ خواں ہے کہ ان کی تعداد میں فرداً فرداً کمی واقع ہوتی جا رہی ہے-

پاکستان اور کتب خانے:

پاکستان میں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کتب خانے موجود ہیں جن میں لاکھوں کروڑوں کتابیں شیلف میں قید و بند کی صعوبتیں جھیل رہی ہیں- ان کو پڑھنے والے لوگ کہاں ہیں؟ صرف 1990ء میں پاکستان میں 1700ء سے زائد کتب خانے موجود تھے- جس میں ان 30 سالوں میں بے شک بہت اضافہ ہوا ہے-

جو قوم اپنی تاریخ بھلا دیتی ہے، تاریخ اسے بھلا دیتی ہے- پاکستان کی سرزمین مکتبی تاریخی ورثہ رکھتی ہے جسے شائقین علم و دانش نے کتب بینی سے جِلا بخشی ہے لیکن عصر حاضر میں اس قوم کے نوجوانوں میں کتاب پڑھنے کا ذوق و شوق عدم توجہی کا شکار ہے- بین الاقوامی ابلاغی ادارہ بی بی سی (اردو)، نیشنل لائبریری آف پاکستان کے متعلق لکھتے ہیں:

> "پاکستان کی اس جدید ترین لائبریری میں کوئی ڈیڑھ لاکھ کتب کا ذخیرہ ہے- مطالعے کا ذوق رکھنے والوں کے لیے چار بڑے ہال ہیں جو بیک وقت پانچ سو افراد کو وہیں پر کتب بینی کی سہولت فراہم کرتے ہیں- لیکن یہ کیا کہ کتابیں تو ہیں مگر پڑھنے والے نہیں"-[1]

ادارے کی اس رپورٹ میں بتایا گیا کہ نیشنل لائبریری آف پاکستان، اسلام آباد میں تقریباً 30 سے 35 لوگ روزانہ کی بنیاد پر لائبریری آتے ہیں- جن میں سے بھی اکثر محقق ہوتے ہیں- یا وہ جو سی ایس ایس کی تیاری کر رہے ہوتے ہیں- نوجوان طبقہ کی عدم دلچسپی پر کتب خانوں میں موجود یہ نایاب خزانہ صدہا افسوس کرتا ہے اور گریہ زاری کرتا ہے- لیکن یہ حال فقط ایک کتب خانے تک محیط نہیں ہے بلکہ اگر صرف

[1]https://www.bbc.com/urdu/pakistan/story/2003/11/printable/031107_library_islamabad_as.shtml

جامعات کی لائبریریوں کا رخ کیا جائے تو آٹے میں نمک کے برابر تعداد بھی لائبریری میں نظر نہیں آتی ہے۔

کسی بھی معاشرے کی بنیاد اسی وقت مضبوط و مستحکم ہوتی ہے جب اس میں علم کا بیج بویا جاتا ہے۔ مگر بدقسمتی سے ہمارے نوجوانوں کا ارتکاز علمی خزانے سے متضاد ہے۔ اعداد وشمار کے مطابق پاکستان میں شرح خواندگی 59 فیصد ہے۔[2]

جن میں سے کچھ ہی فیصد اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کیلئے جامعات تک کا سفر طے کرتے ہیں۔ لیکن کُل کی بات کی جائے تو ان میں سے صرف 27 فیصد شرح ان لوگوں کی ہے جو کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔[3]

کتب بینی اور چند ارشادات:

مفکر اسلام علامہ محمد اقبال (رحمۃ اللہ علیہ) نے جب ورثہ اسلامی کو مغرب کی دیواروں میں مقید پایا تو ان کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ جو علوم و فنون کی بہترین کتب ہمارے اسلاف نے رقم کیں وہ مغربیوں کے لیے استفادے کا باعث بن رہیں ہیں اور ہم اپنے ہی ورثے سے لاتعلق ہیں۔ جس کی وجہ سے ترقی اور وقار دونوں ہی ہم سے چھین لیے گئے ہیں۔ اقبال ”خطاب بہ جوانانِ اسلام“ میں لکھتے ہیں:

مگر وہ علم کے موتی، کتابیں اپنے آبا کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارا

مطالعہ انسانی ذہن کی بند گرہ کو کھولتا ہے اور شعور بیدار کرتا ہے جس سے انسان معاشرے کا کارآمد فرد، قوم کا ہونہار سپوت اور رازِ نکتہ سے واقف ہوتا ہے۔ اچھی علمی کتاب کا مطالعہ ایک ایسا عمل ہے جس میں انسان کو کسی بھی نقصان کا خدشہ نہیں ہوتا۔ بلکہ اہل دانش کے نزدیک کتاب سے بہترین اور کوئی دوست نہیں ہوتا۔

سرور علم ہے کیفِ شراب سے بہتر
کوئی رفیق نہیں ہے کتاب سے بہتر

کتاب کے مطالعے سے انسان مختلف شخصیات کے خیالات سے استفادہ حاصل کرتا ہے۔ کتاب بینی قوموں کا عروج و زوال تک متعین کر سکتی ہیں۔ ایوب بن شجاع کہتے ہیں:

”میں نے اپنا غلام عبد اللہ اعرابی کے پاس انہیں بلانے کے لیے بھیجا۔ غلام نے واپس آکر کہا: میں نے انہیں اطلاع تو کر دی ہے لیکن وہ کہہ رہے تھے میرے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہیں، ان سے فارغ ہو کر آتا ہوں حالانکہ وہ کتابوں کے مطالعہ میں مصروف تھے۔ کتابوں کے سوا وہاں کوئی نہ تھا“۔[4]

برطانوی تاریخ دان تھومس میکالے کے مطابق کتاب کا مطالعہ کرنا انسان کو مُردوں (مرحوم مصنفین) سے بات چیت کرنے سے ان کے خیالات جاننے کا موقع فراہم کرتا ہے۔

”میں کتاب پڑھنا اس لیے پسند کرتا ہوں کیونکہ کتاب پڑھنے سے مردوں سے بات کی جاسکتی ہے اور غیر حقیقی دنیا میں زندہ رہا جاسکتا ہے“۔[5]



فرانسیسی لیڈر نپولین بوناپارٹ کتب بینی کے متعلق رائے رکھتے ہیں کہ جو لوگ مطالعہ کتب کرتے ہیں وہ ذہنی طور پر اس قدر طاقتور ہوتے ہیں کہ وہ دنیا کی باگ دوڑ سنبھال سکیں۔

”آپ مجھے قارئین کا خاندان دکھائیں اور میں آپ کو ایسے لوگ دکھاؤں گا جو دنیا تبدیل کر سکتے ہیں“۔[6]

---

[2]https://www.statista.com/statistics/572781/literacy-rate-in-pakistan/
[3]https://www.google.com/url?sa=t&source=web&rct=j&url=http://gallup.com.pk/wp-content/uploads/2016/06/8-4-091.pdf&ved=2ahUKEwj--LKUz53pAhVRhRoKHTeyCYsQFjABegQIDBAH&usg=AOvVaw00sXI9pzxG7vpndxkUYR8t
[4]http://www.dailyqudrat.pk/110692/?amp
[5]https://www.keepinspiring.me/quotes-about-books-and-reading/
[6]https://www.goodreads.com/quotes/27871-show-me-a-family-of-readers-and-i-will-show

امریکی مصنف رے بریڈ بیوری کا نظریہ ہے کہ:

"کسی ثقافت کو ختم کرنے کے لیے آپ کو کتابیں جلانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ کتاب پڑھنے والوں کو کتاب پڑھنے سے روک دیں"۔[7]

امریکی ناول نگار جارج مارٹن کتابوں کے مطالعے کے بارے میں لکھتے ہیں:

"جو شخص کتابیں پڑھتا ہے وہ ہزاروں زندگیاں جیتا ہے
جبکہ نہ پڑھنے والا شخص صرف ایک زندگی جیتا ہے"۔[8]

نوجوانوں کی کتب بینی سے دوری کیوں؟

اکثر نوجوان کہتے ہیں کہ کتابیں خریدنا عام انسان کی گرفت سے نکل چکا ہے۔ کتابوں کی رقم بہت زیادہ ہوتی ہیں۔

سوشل میڈیا کا بے وجہ اور بے مقصد استعمال آج ہماری نوجوان نسل کو کتابوں سے دور کیے ہوئے ہے۔

تعلیمی اداروں میں اکثر اساتذہ اور انتظامیہ کا پرزور اصرار نہ ہونا، طلبہ کو کتب خانوں سے دور کیے ہوئے ہے۔ استادوں کے زور نہ دینے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اساتذہ بھی اسی معاشرے کا حصہ ہیں اور چند ایک ہی کتب بینی سے انصاف کرتے ہیں۔

گھروں میں کتابوں، رسالوں اور اخباروں کا مطالعہ نہ کرنے کا رواج بھی نوجوانوں پر برا اثر مرتب کرتا ہے۔

کیا کتاب کا کوئی نعم البدل ہے؟

اکثر لوگوں کا کہنا ہے کہ انٹرنیٹ کتاب کے مقابلے میں زیادہ کارآمد ذریعہ ہے۔ لیکن اس بات سے کوئی انکار بھی نہیں ہے کہ انٹرنیٹ کی دنیا میں غلطی اور ابہام کی گنجائش کافی ہے جبکہ کتاب مرتب کرتے وقت مصنف ان باریکیوں کا بخوبی خیال رکھتا ہے۔ البتہ جدید دور میں کتابوں کو اسکرین میں بند کر دیا گیا ہے۔ فی زمانہ جو لوگ کتب خانوں میں نہیں جاتے یا کتابوں کے صفحات الٹنے پلٹنے سے گریز کرتے ہیں ان کے لیے ای۔بکس اور ڈیجیٹل لائبریری موجود ہیں۔ مقصد کتاب پڑھنا اور علم حاصل کرنا ہے۔ لیکن تحقیق کہتی ہے کہ اسکرین کے مقابلے میں صفحات انسانی ذہن کیلئے زیادہ مفید ثابت ہوتے ہیں۔ اکثر نوجوانوں میں یہ بات مشاہدہ کی گئی ہے کہ وہ سماجی ویب سائیٹس پر اپنا وقت صرف کرنا کتاب پڑھنے سے زیادہ بہتر سمجھتے ہیں لیکن انسانی ذہن گنجان عنوانات اور یکسر مختلف سمتوں سے دوڑتے آتے علوم و معلومات کو تادیر محفوظ رکھنے سے عاری رہتا ہے۔

حرفِ آخر:

اسلاف کی سنت پر عمل کر کے آج ہم اپنے معاشرے کو بہتر انداز میں تشکیل دے سکتے ہیں۔ علم و آگہی کے مرکز یعنی کتاب کو اپنا رفیق بنا کر ہم دنیائے علم کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر کئی اہم اور بیش بہا موتیوں کو اخذ کر سکتے ہیں۔ دنیا خواہ ترقی کرتے کرتے کتنے ہی نئے طریق ایجاد کر لے لیکن کتاب کا نعم البدل کوئی نہیں ہو سکتا۔ اگر ہم تہیہ کریں کہ روزانہ کم از کم ایک یا دو صفحات کا بھی مطالعہ کریں گے تو یہ عادت مستقبل میں ہمیں عقیل، فہیم، علیم کی صفات سے متصف کر دیں گی۔ ورنہ:

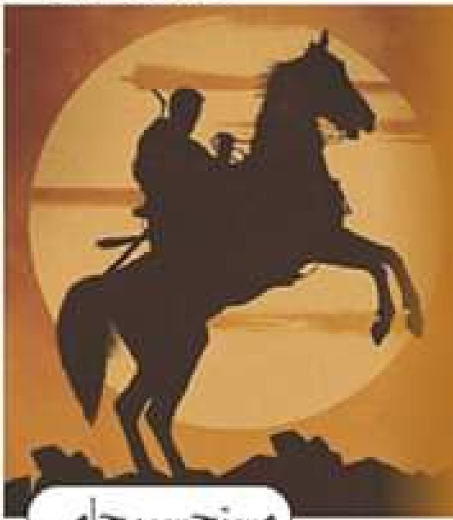
کاغذ کی یہ مہک، یہ نشہ روٹھنے کو ہے
یہ آخری صدی ہے کتابوں سے عشق کی

☆☆☆



[7]https://www.washingtonpost.com/blogs/arts-post/post/ray-bradbury-dies-favorite-quotes-from-the-fahrenheit-451-author/2012/06/06/gJQAGhIoIV_blog.html

[8]https://www.google.com/amp/s/quoteinvestigator.com/2018/11/02/reader/amp/



ارطغل غازی



مستحسن جامی

جو شمشیر کے سائے کلمہ پڑھیں گے
جو راہِ خدا میں فدا سر کریں گے
عَلم حق کا لے کر جو آگے بڑھیں گے
لگن میں رضائے خدا پر چلیں گے

منازل کی خاطر مسلسل چلے ہیں
ہیں جذبے حسیں تو جواں حوصلے ہیں
کہاں ایک پل راہ میں یہ رُکے ہیں
کُجا جسم زخموں سے چھٹتے رہے ہیں

انہیں آتشِ غم جلاتی نہیں ہے
یہ مٹی وجود ان کے کھاتی نہیں ہے

منازل ملیں شکر رب کا کیا ہے
اسی بات سے اُن کا شہرہ ہوا ہے

فقط اپنے رب کی مدد کو پکاریں
جو چاہے خدا ویسے عمریں گزاریں
جو جان اپنی رستے میں اللہ کے واریں
وہی دیکھتے ہیں ازل کی بہاریں

ہے ایماں کی طاقت بھی ان کی مثالی
حمیت بھی جرات بھی ان کی مثالی
ہے بندوں سے الفت بھی ان کی مثالی
یہ سب شان و شوکت بھی ان کی مثالی

کوئی خوف کب تھا کہ مر جائیں گے ہم
کہ چالوں سے باطل کی ڈر جائیں گے ہم

نہیں تھکتے غازی سفر کاٹتے ہیں
یہ اعداء کے جسم و جگر کاٹتے ہیں

سے جیسا، رفتار جیسی بھی ہو گی
شقاوت کی تلوار جیسی بھی ہو گی
یہ دنیا زیاں کار جیسی بھی ہو گی
شرر پھانکتی نار جیسی بھی ہو گی

لہو سے اگرچہ ہوں لت پت جبینیں
کریں تنگ اعدا پہ یہ سرزمینیں
اترتی نہیں ان کے گھوڑوں سے زینیں
یہ تقدیر کے منہ سے مقصد کو چھینیں

کوئی شئے انھیں توڑ سکتی نہیں ہے
منازل سے بھی موڑ سکتی نہیں ہے

رہے حق کا پرچم بہت سر بلند
عجم ہو عرب ہو کہ وہ تاشقند

ستم سے کریں پاک ساری زمیں بھی
رہیں ہر گھڑی اپنے رب کے قریں بھی
رہیں چین سے واں کے سارے مکیں بھی
چلے سب قبیلوں میں بادِ حسیں بھی

جواں ارطغل جیسا غازی چلا ہے
اگرچہ بلاؤں سے پالا پڑا ہے
عدو پر اجل بن کے چھایا رہا ہے
کوئی اس سے بچ کر کہاں جاسکا ہے

ہیں مظلوم جتنے وہ سب شاد ہوں گے
بلاؤں سے دور اور آباد ہوں گے

زمانے کے مظلوم سب بچ گئے ہیں
کہ گھر ان کے خوشیوں سے سج دھج گئے ہیں

چمکدار سینے بھی قرآن سے تھے
یہ عجز و فقیری بھی عرفان سے تھے
اُسی کی حقیقت سے پہچان سے تھے
بڑے جتنے بھی حق کی میزان سے تھے

انھیں ارطغل نے نئی روشنی دی
جو ڈوبی تھی غفلت میں اُمت نبی (ﷺ) کی
تڑپنے کی ان میں نئی روح پھونکی
کہا چھوڑ دو سست رو زندگی بھی

یہی علم کے قدرداں تھے زمیں پر
تمام اہل فن یک زباں تھے زمیں پر

وہ بے لوث جو خادمِ حق ودیں ہے
کوئی غازی اس جیسا ملتا نہیں ہے

انھیں صرف الفت ہی تلوار سے تھی
بہت تیز گھوڑوں کی رفتار سے تھی
مخالف پہ دہشت تو للکار سے تھی
اجل کانپتی ان کی یلغار سے تھی

پسر ارطغل کا وہ عثمان غازی
اخوت سے لبریز ذیشان غازی
یتیموں کے دکھ کا وہ درمان غازی
محبت کا پیکر وہ سلطان غازی

جبیں دشمنوں کی جو کٹتی نہیں تھی
تو شمشیر تب تک پلٹتی نہیں تھی

محبت سے آقا (ﷺ) کی دل با حیا تھا
نہ تھا کوئی لالچ بہت بے ریا تھا

میسر جنھیں باطنی بال و پر تھے
بہت دُور تک دیکھتے با بصر تھے
مثال اپنی خود صاحبانِ ہنر تھے
وہ شہرت میں حامل بہت باخبر تھے

اُسی کا ہر اک سمت ڈنکا بجا تھا
وہ مغرب کہ مشرق ہو ہر ایک جا تھا
ہر اک ٹوٹتے دل کا وہ حوصلہ تھا
جہاں عشق حق سے معطر ہوا تھا

جری ارتغل جیسے جن کو ملے تھے
عَلَم دشمنوں کے سبھی گر پڑے تھے

گزرتے تھے دن گھڑ سواری میں انکے
تو لمحاتِ شب گریہ زاری میں ان کے

ہمارے قدم اب لرزنے لگے ہیں
کہ امت کے تیور بگڑنے لگے ہیں
مسلمان آپس میں لڑنے لگے ہیں
عذاب آسماں سے اترنے لگے ہیں

مگر خوابِ غفلت میں ڈوبی ہے امت
سکوں چھن گیا ہے کہاں ہے وہ راحت

سبھی کارواں حق کے لُوٹے گئے ہیں
دلوں سے حیا کے جنازے اٹھے ہیں
دیئے جُہدِ حق کے بھی بجھنے لگے ہیں
لیے کام خالق نے بوزداغ سے ہیں

اُٹھا شور پھر شہرِ سوغوت سے ہے
فنا مقصدِ غازی کب موت سے ہے

چراغِ یقیں جگمگانے لگا ہے
جوانوں کو جذبہ دلانے لگا ہے
انھیں پھر خدا یاد آنے لگا ہے
چمن اُس کا لہلہانے لگا ہے

ابھی لوگ زندہ ہیں عثمان سے بھی
جیئیں سر اٹھا کر جو اس شان سے بھی

قُدس کو چھڑائیں گے کفار سے ہم
یہ کشمیر مودی کی یلغار سے ہم
نہیں کام لیں گے یہاں پیار سے ہم
لڑیں گے تو حیدر کی تلوار سے ہم

ملے ارتغل جیسا رہبر ہمیں بھی
تو سنت پہ اسلاف کی پھر چلیں بھی

ستم کے یہ سب سائے اک دن چھٹیں گے
نہ فرقوں کی تلوار سے ہم بٹیں گے
جو مشکل ہیں وہ راستے سب کٹیں گے
سبھی دشمنوں کے کلیجے پھٹیں گے

فقط عزم و ہمت سے پرواں چڑھے گا
یہ حق کا سفر ہم سے آگے بڑھے گا

سبھی کا تُو مالک ہے کر دستگیری
ہمیں کھا گئی خواہشوں کی اسیری
کہاں چھن گئی ہے ہماری فقیری
کہاں کھو گئے رومی، جامی، نظیری

الٰہی ہمیں پھر سے بیدار کر دے
فقیری کی دولت سے سرشار کر دے

☆☆☆



شیخ الاسلام
ابو محمد سفیان بن عیینہ الهلالی الکوفی رحمۃ اللہ علیہ

مفتی محمد صدیق خان قادری

آپ کا نام سفیان، کنیت ابو محمد اور نسب نامہ یہ ہے سفیان بن عیینہ بن ابی عمران الهلالی الکوفی- الهلالی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ایک قبیلہ بنی حلال بن عامر جو کہ کوفہ میں آباد ہو گیا تھا اس کی طرف ولاء کی نسبت ہونے کی وجہ سے آپ کو الهلالی کہا جاتا ہے اور آپ کی اصل کوفہ سے ہے تو اس لئے آپ کو الکوفی کہا جاتا ہے-

"آپ کی ولادت 107ھ میں کوفہ میں ہوئی"-[1]

آپ کے والد محترم خالد بن عبد اللہ قسری جو کہ والیٔ عراق تھا اس کے عمال میں سے تھے جب وہ معزول ہوا اور اس کی جگہ یوسف بن عمر ثقفی والی بنا تو اس نے تمام عمال کو طلب کیا تو امام صاحب کے والد حاضر نہ ہوئے بلکہ وہ اپنے خاندان کے ہمراہ مکہ جا کر آباد ہو گئے-[2]

تحصیل علم:

امام سفیان بن عیینہ کی تعلیم تربیت کا سلسلہ بچپن ہی میں شروع ہو گیا تھا- امام شعرانی "طبقات الکبریٰ" میں فرماتے ہیں:

"حفظ القرآن وھو ابن اربع سبعین"[3]

"آپ نے چار سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا اور سات سال کی عمر میں احادیث کو لکھنا شروع کیا"-

آپ فرماتے ہیں کہ جب میری عمر 15 سال کو پہنچی تو میرے والد نے مجھے کہا کہ اے بیٹے! بچوں کے جتنے بھی طور طریقے ہوتے ہیں اب وہ تجھ سے ختم ہو گئے اب تو اہل خیر سے مل جا اور یاد رکھنا جب تک انسان علماء کی اطاعت نہیں کرتا ہر گز کامیاب نہیں ہو سکتا- لہٰذا علماء کی اطاعت کر کے کامیاب ہو جا ان کی خدمت کر کے ان سے اکتساب علم کر- امام صاحب فرماتے ہیں کہ اس وصیت کے بعد میں باقاعدہ طور پر اکتساب علم میں مشغول ہو گیا اور کبھی بھی باپ کی وصیت سے عدول نہیں کیا-[4]

اس کے بعد آپ نے مختلف آئمہ حدیث سے سماع شروع کیا جس میں عمرو بن دینار اور امام زہری قابل ذکر ہیں- اس لئے آپ فرماتے ہیں کہ:

"جالست الزھری وانا ابن ست عشرۃ سنه"[5]

"میں امام زہری کی خدمت میں 16 سال کی عمر میں بیٹھا"-

امام سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ:

---

[1] (تاریخ بغداد، ج:10، ص:244)

[2] (المنتظم، ج:10، ص:66)

[3] (طبقات الکبریٰ للشعرانی، ص:82)

[4] (تہذیب الاسماء واللغات، ج:1، ص:225)

[5] (تاریخ الکبیر للبخاری، ج:4، ص:94)

"ابھی میری عمر 20 سال نہیں ہوئی تھی کہ میں دوبارہ کوفہ لوٹ آیا اور امام ابو حنیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو امام ابو حنیفہ نے آپ کو دیکھ کر اپنے اصحاب اور اہل کوفہ کو فرمایا:

جاء کم حافظ علم عمرو بن دینار[6]

"تمہارے پاس عمرو بن دینار کے علم کا حافظ آگیا ہے"۔

اس کے بعد باقاعدہ طور پر امام ابوحنیفہ نے آپ کو محدث ہونے کی سند عطا فرمائی۔ ان سے حدیث کا مذاکرہ بھی کیا اور حدیث کی روایت بھی کی۔ اسی لئے ابن خلکان اپنی کتاب "وفیات الاعیان" میں امام صاحب کا قول نقل فرماتے ہیں:

فاول من صیرنی محدثا ابو حنیفہ فذا کرتہ[7]

"سب سے پہلے امام حنیفہ نے مجھے محدث بنایا اور ان سے میں نے حدیث کا مذاکرہ کیا"۔

اساتذہ:

آپ نے وقت کے جلیل القدر آئمہ فن اور عظیم محدثین سے اکتساب علم کیا جن نامور اور مشہور آئمہ سے آپ کو شرف تلمذ حاصل ہوا ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

"ابن شہاب زہری، عمرو بن دینار، ابو اسحاق سبیعی، عبید اللہ بن ابی یزید، عبد اللہ بن دینار، منصور بن معتمر، ابو الزناد، اسماعیل بن ابی خالد، سعد بن ابراہیم، سہیل بن ابی صالح، ایوب سختیانی، صفوان بن سلیم، عبد اللہ بن ابی نجیح، زیاد بن علاقہ، اسود بن قیس، عبد الرحمن بن قاسم، محمد بن المنکدر، حصین بن عبد الرحمن، سالم بن ابی نضر، عبدۃ بن ابی لبابہ، عبد الکریم جزری، عطاء بن سائب، ہشام بن عروہ، ابن عجلان، موسی بن عقبہ، یحی بن سعید انصاری اور اس کے علاوہ اور بھی کثیر آئمہ فن سے اکتساب علم کیا"۔[8]

تلامذہ:

جب ہم آپ کی بارگاہ سے فیض یاب ہونے والے حضرات کی فہرست کو دیکھتے ہیں تو وہ کوئی معمولی شخصیات نہیں ہیں بلکہ وہ اپنے وقت کی جلیل القدر اور مسلمہ شخصیات ہیں جس سے آپ کی علمی جلالت و وجاہت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اسی لئے امام ذہبی "سیر اعلام النبلاء" میں فرماتے ہیں:



امام ابوحنیفہ

ولقد کان خلق من طلبة الحدیث یتکلفون الحج وما المحرك لهم سوى لقى سفيان بن عيينه لامامته وعلو اسناده[9]

"طالبان حدیث میں سے کثیر تعداد ایسوں کی تھی جن کا حج کرنے کا مقصد یہ بھی تھا کہ اس کے ساتھ ساتھ امام سفیان بن عیینہ سے ملاقات بھی ہو جائے گی کیونکہ آپ حدیث کے امام اور علو اسناد کے مالک تھے"۔

جن آئمہ کو آپ سے تحصیل علم کا موقع ملا ان میں سے چند نامور یہ ہیں:

"امام حمیدی، امام ثوری، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، عبد اللہ بن مبارک، وکیع بن جراح، علی بن مدینی، یحی بن معین، اعمش، شعبہ، ہمام بن یحی، یحی بن سعید قطان، عبد الرحمن بن مہدی، ابن وہب، ابو نعیم، ابو خیثمہ، ابن نمیر، قتیبہ بن سعید، سعید بن منصور، ابن جریج، حماد بن زید، ابراہیم بن بشار رمادی، ابو بکر بن ابی شیبہ، اسحاق بن راہویہ، ابو کریب، عمرو بن علی فلاس، احمد بن منیع، محمد بن عاصم ثقفی اور زکریا بن یحی مروزی"۔[10]

[6] (وفیات الاعیان، ج:2، ص:393)

[7] (ایضا)

[8] (تاریخ بغداد، ج:10، ص:244)

[9] (سیر اعلام النبلاء، ج:7، ص:414)

[10] (تاریخ بغداد، ج:10، ص:244)

حدیث میں علمی مقام اور آئمہ فن کی توثیق:

امام سفیان بن عیینہ ایسی باکمال شخصیت ہیں جو کہ علمی میدان میں العلامہ، الامام الکبیر، حافظ العصر، شیخ الاسلام اور محدث حرم جیسے القابات سے پکارے جاتے ہیں۔ اللہ تعالی نے آپ کو علم جیسی عظیم دولت سے مالا مال کیا تھا آپ اپنے وقت کے عظیم محدث اور امام فن تھے اور کیوں نہ ہوتے کیونکہ آپ اس زمانے میں پائے گئے ہیں جو کہ خیر القرون اور صاحبان علم کا زمانہ شمار کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام حمیدی آپ سے نقل فرماتے ہیں کہ:

"ادرکت سبعة و ثمانین تابعیا"[11]

"میں نے ستاسی (87) تابعین کو پایا ہے"۔

لہٰذا ان باکمال شخصیات کے زمانہ کو پانے کی وجہ سے آپ علم کے میدان میں بہت بڑا اور ایک نمایاں مقام رکھتے تھے اسی وجہ سے علماء و آئمہ فن علم حدیث میں آپ کے مقام و مرتبہ کو مختلف انداز میں بیان کرتے ہیں۔ امام عجلی الکوفی "کتاب الثقات" میں فرماتے ہیں:

"سفیان بن عیینه الهلالی الکوفی ثقة ثبت فی الحدیث"[12]

"سفیان بن عیینہ الھلالی الکوفی ثقہ اور حدیث میں ثابت تھے"۔

امام ابن سعد بھی اسی طرح کے ملے جلے الفاظ سے آپ کی ثقاہت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"کان ثقة ثبتا کثیر الحدیث حجة"[13]

"آپ ثقہ، ثابت، کثیر الحدیث اور صاحب حجت تھے"۔

[11] (تہذیب التہذیب، ج:4، ص:121)

[12] تاریخ الثقات، ج:1، ص:194)

[13] (تہذیب التہذیب، ج:4، ص:121)

عمرو بن دینار جن کا شمار امام صاحب کے شیوخ میں ہوتا ہے۔ جن حضرات نے عمرو بن دینار سے سماع کیا تو ان میں سے اثبت جو ہیں وہ سفیان بن عیینہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یحیٰ بن معین فرماتے ہیں:



"اثبت الناس فی حدیث عمرو بن دینار ابن عیینه"[14]

"عمرو بن دینار کی احادیث میں لوگوں میں سے اثبت سفیان بن عیینہ ہیں"۔

آپ علم حدیث کے اس اونچے مرتبے پر پہنچے ہیں کہ علماء آپ کو حکماء اصحاب الحدیث میں شمار کرتے ہیں۔ احمد بن عبد اللہ فرماتے ہیں:

"کان ابن عیینه حسن الحدیث و کان یعد من حکماء اصحاب الحدیث"[15]

"ابن عیینہ حسن الحدیث تھے اور ان کا شمار حکماء اصحاب الحدیث میں کیا جاتا ہے"۔

آپ کو علم حدیث میں وہ مقام ملا کہ جتنے حضرات کو اہل حجاز کے محدثین سے اکتساب علم کا موقع ملا ان میں سے اعلم سفیان بن عیینہ ہیں۔ اسی لئے عبد الرحمٰن بن مہدی فرماتے ہیں:

"کان سفیان بن عیینه من اعلم الناس بحدیث الحجاز"[16]

"امام سفیان بن عیینہ اہل حجاز کی احادیث کے سب سے زیادہ عالم تھے"۔

اسی تناظر میں امام شافعی نے جس انداز میں آپ کی ثقاہت کو بیان کیا ہے تو اس سے آپ کی علمی شان و جلالت بالکل نکھر کر سامنے آجاتی ہے کیونکہ امام شافعی خود آئمہ فقہ اور آئمہ حدیث میں ایک مسلمہ شخصیت ہیں جب وہ کسی کی توثیق کریں تو اس کا امام فی الحدیث ہونا ایک امر یقینی ہے اس لئے امام شافعی فرماتے ہیں:

[14] (تہذیب الاسماء واللغات، ج:1، ص:224)

[15] (ایضا)

[16] (تذکرۃ الحفاظ، ج:1، ص:193)

"لولا مالك وسفيان لذهب علم الحجاز"[17]

"اگر امام مالک اور سفیان نہ ہوتے تو حجاز کا علم چلا جاتا"۔

ایک اور مقام پر امام شافعی فرماتے ہیں:

"ما رایت احدا من الناس فیه من الة العلم ما فی سفیان بن عیینه ما رایت احدا احسن لتفسیر الحدیث منه"[18]

"علم کا مادہ و صلاحیت جو سفیان بن عیینہ میں ہے وہ میں نے کسی میں نہیں دیکھا اور ان سے بڑھ کر حدیث کی احسن تفسیر کرنے والا نہیں دیکھا"۔

امام سفیان بن عیینہ حافظ حدیث اور شارح حدیث ہونے کے ساتھ ساتھ فقہ میں بھی کمال رکھتے تھے۔ آپ کی فقاہت کا عالم یہ تھا کہ آپ کے ہاں احکام کے متعلق احادیث کے ذخیرہ کا خاص اہتمام تھا۔ اسی لئے امام شافعی فرماتے ہیں:

"وجدت احادیث الاحکام کلها عند ابن عیینه سوی ستة احادیث وجدتها کلها عند مالك سوی ثلاثین حدیثا"[19]

"میں نے احکام کے متعلق تمام احادیث کو سوائے چھ حدیثوں کے امام مالک کے پاس پایا ہے۔ اسی طرح ان تمام احادیث کو سوائے تیس حدیثوں کے امام مالک کے پاس پایا ہے"۔

امام ذہبی امام شافعی کا مذکورہ قول نقل کرنے کے بعد اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس سے سفیان بن عیینہ کے علمی دائرے کی وسعت واضح ہو جاتی ہے۔ یہ اس لئے ممکن ہوئی کہ آپ نے سفر کیے خاص کر حجاز مقدس اور عراق میں اور بہت سے علماء و محدثین سے اکتساب علم کیا تو در حقیقت آپ اہل حجاز اور اہل عراق کی احادیث کے جامع ہیں جس کی وجہ سے آپ کو یہ علمی شان ملی۔

صرف امام شافعی ہی آپ کی فقاہت کی تصدیق نہیں کرتے بلکہ امام صاحب کی احکام دانی کا یہ عالم تھا کہ امام الفقہ و الحدیث امام احمد بن حنبل آپ کی فقاہت و ثقاہت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:



"ما رایت احدا اعلم بالسنن من ابن عیینه"[20]

"میں نے ابن عیینہ سے بڑھ کر سنن کو جاننے والا نہیں دیکھا"۔

آپ کا علمی دائرہ صرف علم حدیث اور علم فقہ تک محدود نہیں تھا بلکہ مذکورہ علوم میں ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ علم تفسیر میں بھی ید طولی رکھتے تھے آپ کمال درجے کے مفسر قرآن تھے عبد اللہ بن وہب آپ کی علم تفسیر میں امتیازی شان کو کچھ اس انداز میں بیان فرماتے ہیں:

"لا اعلم احدا اعلم بتفسیر القرآن من ابن عیینه"[21]

"میں ابن عیینہ سے بڑھ کر تفسیر قرآن کو جاننے والا کسی کو نہیں جانتا"۔

ابن مہدی نے آپ کے بارے جو رائے قائم کی ہے تو اس سے آپ کی تفسیر قرآن اور تفسیر حدیث میں مہارت نکھر کر سامنے آجاتی ہے۔ ابن مہدی فرماتے ہیں:

"ما عند ابن عیینه من معرفته بالقرآن و تفسیر الحدیث مالم یکن عند سفیان الثوری"[22]

"یعنی معرفت قرآن اور تفسیر حدیث کی جو صلاحیت سفیان بن عیینہ کے پاس تھی وہ سفیان ثوری کے پاس نہیں تھی"۔

اسی چیز کے پیش نظر خود امام سفیان ثوری بھی آپ کی توثیق فرماتے ہیں۔ امام عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ

[17] (ایضا)

[18] (ایضا)

[19] (سیر اعلام النبلاء، ج:7، ص:415)

[20] (شذرات الذہب، ج:2، ص:466)

[21] (الجرح والتعدیل، ج:4، ص:227)

[22] (سیر اعلام النبلاء، ج:7، ص:416)

جب سفیان ثوری سے ابن عیینہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

"ذاك احد الاحدين ليس له نظير"[23]

"وہ یکتا تھے اور ان کی کوئی نظیر نہیں ہے"۔

عثمان بن زائد فرماتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوری سے عرض کی کہ ہم حدیث کا سماع کس سے کریں تو آپ نے ارشاد فرمایا:

"عليك بابن عيينه وزائده"[24]

"یعنی تجھ پر ابن عیینہ اور زائدہ یعنی اپنے باب سے سماع لازم ہے"۔

امام بخاری جیسے عظیم محدث آپ کے حفظ و ضبط کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ابن عيينه احفظ من حماد بن زيد"[25]

"ابن عیینہ حماد بن زید سے احفظ ہیں"۔

بھز بن اسد فرماتے ہیں:

"ما رايت مثل سفيان بن عيينه فقيل له ولا شعبه؟ قال ولا شعبه"[26]

"میں نے سفیان بن عیینہ کی مثل نہیں دیکھا کہا گیا کیا امام شعبہ بھی ان کی مثل نہیں ہیں فرمایا کہ امام شعبہ بھی ان کے ہم پلہ نہیں ہیں"۔

الغرض! آئمہ کے ان تمام اقوال و توثیقات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ آپ ایک امام اجل اور مسلمہ شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے اس دور کے مروجہ علوم آپ میں بطریق اتم پائے جاتے تھے کہ جن کی وجہ سے امام سفیان بن عیینہ اپنے ہم عصر علماء میں ایک نمایاں مقام رکھتے تھے۔

زہد و تقویٰ اور آپ کے اقوال:

جس طرح زہد و تقویٰ ہر امام و محدث کی زندگی کا ایک لازمی حصہ ہوتا ہے اسی طرح یہ زہد و تقویٰ امام سفیان بن عیینہ کی زندگی کا بھی لازمی جز تھا۔ آپ میں عبادت و ریاضت کا شوق و جذبہ کامل طور پر پایا جاتا تھا۔ آپ صاحب سنۃ و اتباع کا عملی نمونہ تھے۔

امام ابن حبان فرماتے ہیں:

"وكان من الحفاظ المتقين و اهل الورع و الدين ممن علم كتاب الله و كثر تلاوته"[27]

"وہ متقین حافظ میں سے تھے اور ان اہل ورع اور دین میں سے تھے کہ جنہوں نے کتاب اللہ کو جانا اور کثرت کے ساتھ اس کی تلاوت کی"۔



اس لئے آپ بھی کثرت کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کرتے زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ ہر سال حج کے لئے تشریف لے جاتے اور سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ نے تقریباً ستر حج کیے۔ احمد بن ابی حواری فرماتے ہیں کہ میں نے سفیان بن عیینہ سے زہد کے بارے سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

"اذا انعم عليه فشكر و اذا ابتلى هبلية فصبر فذالك الزهد"[28]

"جب اللہ تعالیٰ کسی پر انعام کرے تو اسے چاہیے کہ وہ شکر ادا کرے اور جب وہ کسی مصیبت سے اس کو آزمائے تو وہ صبر کرے تو یہی زہد ہے"۔

آپ نے خلق خدا کی راہنمائی اور کامیابی کیلئے ایسے پر حکمت اقوال بیان کئے جو ہم سب کیلئے مشعل راہ کی حیثیت

---

[23] (ایضاً، ص:418)
[24] (ایضاً)
[25] (تذکرۃ الحفاظ، ج:1، ص:193)
[26] (سیر اعلام النبلاء، ج:7، ص:416)
[27] (الثقات لابن حبان، ج:6، ص:403)
[28] (سیر اعلام النبلاء، ج:7، ص:422)

رکھتے ہیں آپ کے اقوال میں سے یہاں چند اقوال ذکر کیے جاتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

1- العلم اذا لم ینفعك ضرك۔

"یعنی جس علم سے تو نفع حاصل نہ کر سکے وہ تجھے نقصان دے گا"۔

2- من صبر علی البلاء ورضی بالقضاء فقد کمل امرہ۔

"جس نے مصیبت پر صبر کیا اور قضا پر راضی ہوا تو اس کا معاملہ مکمل ہو گیا"۔

3- لا اله الا الله بمنزلة الماء فی الدنیا فمن لم یکن معه لا اله الا الله فهو میت و من کانت معه فهو حی۔

"کلمہ طیب دنیا میں پانی کی طرح ہے پس جس کے پاس کلمہ طیب نہیں ہے وہ مردہ ہے اور جس کے پاس ہے وہ زندہ ہے"۔

4- ماء زمزم بمنزلة الطیب لا یرد۔

"ماء زمزم یہ خوشبو کی طرح ہے اس کو رد نہ کیا جائے"۔

5- کم من شخص یظهر الزهد فی الدنیا و الله مطلع علی قلبه انه محب لها۔

"کتنے ہی ایسے شخص ہیں جو دنیا میں زہد کو ظاہر کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کے دل کی حقیقت حال سے واقف ہے کہ وہ دنیا سے محبت کرتے ہیں"۔

6- الجهاد عشرة فجهاد العدو واحد وجهاد النفس تسعة۔

"دس قسم کا جہاد ہے۔ ظاہری دشمن سے جہاد ایک ہے اور نفس کے ساتھ جہاد نو قسم کا ہے"۔

7- ائتوا الصلوٰة قبل النداء ولا تکونوا کالعبد السوء لا یاتی للصلوٰة حتی یدعی الیها۔

"نداء یعنی اذان سے پہلے نماز کے لئے آؤ اور تم اس برے غلام کی طرح نہ ہو جاؤ کہ جب تک اس کو نماز کے لئے نہ بلایا جائے وہ نماز کے لئے نہیں آتا"۔

8- ما علیك اضر من علم لا تعمل به۔

"اس علم سے بڑھ کر تجھے نقصان دینے والی کوئی چیز نہیں جس علم پر تو عمل نہ کرے"۔

9- لیس من حب الدنیا طلبك ما لا بد منه[29]

"جس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو اس کے لئے تیری طلب دنیا کی محبت میں سے نہیں ہے"۔

تصنیفات:

اصحاب سیر نے امام صاحب کی دو تصنیفات کا ذکر فرمایا ہے:

1. جزء سفیان بن عیینه: یہ کتاب حدیث پاک پر مشتمل ہے جس کو آپ نے تالیف کیا تھا۔
2. تفسیر ابن عیینه: یہ قرآن پاک کی تفسیر ہے۔[30]

وفات:

آپ کا وصال 198ھ میں مکہ میں ہوا اور آپ کی تدفین مقام حجون میں ہوئی۔[31]

☆☆☆



[29] (الطبقات للشعرانی، ص:82-83)

[30] (ایضاح المکنون، ج:3، ص:303)

[31] (طبقات الکبری، ج:5، ص:497)

تیسری دو روزہ بین الاقوامی کانفرنس

مولانا رومیؒ و حضرت سلطان باھُوؒ

دنیا میں انسان دوستی، بھائی چارے اور امن و سلامتی کے پیام رساں

رپورٹ: مسلم انسٹیٹیوٹ

مسلم انسٹیٹیوٹ اور پنجاب یونیورسٹی لاہور نے 20 اور 21 فروری 2020ء کو الرازی ہال پنجاب یونیورسٹی لاہور میں ’’مولانا رومی اور حضرت سلطان باھُو: دنیا میں انسان دوستی، بھائی چارے اور امن و سلامتی کے پیام رساں‘‘ کے موضوع پر انٹرنیشنل کانفرنس کا انعقاد کیا- امریکہ، برطانیہ، پولینڈ، ایران، سوڈان اور پاکستان کے تمام صوبوں سے سکالرز نے کانفرنس میں شرکت کی اور اپنے مقالہ جات پیش کیے- وفاقی و صوبائی وزراء اور متعدد جامعات کے وائس چانسلر نے بھی کانفرنس میں شرکت کی- کانفرنس سات مختلف سیشنز (افتتاحی سیشن، چار اکیڈمک سیشنز، اختتامی سیشن اور ثقافتی سیشن) پر مشتمل تھی- مختلف یونیورسٹیز کے طلبہ، اساتذہ، تھنک ٹینکس کے نمائندگان، صحافیوں اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی بڑی تعداد نے کانفرنس میں شرکت کی- ہر سیشن کی ابتداء میں کلامِ باھُو و رومی پیش کیا گیا-

پہلا روز
افتتاحی سیشن

افتتاحی سیشن کی صدارت پروفیسر ڈاکٹر نیاز احمد اختر (وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی، لاہور) نے کی جبکہ مہمانِ خصوصی جناب یاسر ہمایوں سرفراز (صوبائی وزیر برائے ہائیر ایجوکیشن، پنجاب) تھے- پروفیسر ڈاکٹر ضیاء الحسن (شعبہ اردو، یونیورسٹی آف پنجاب) نے ماڈریٹر کے فرائض سرانجام دیئے-

مقررین کی جانب سے کیے گئے اظہارِ خیال کا خلاصہ درج ذیل ہے:-

استقبالیہ کلمات



پروفیسر ڈاکٹر سلیم مظہر: پرو وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی، لاہور

میں آپ سب کو تیسری ’’مولانا جلال الدین رومیؒ و حضرت سلطان باھُوؒ‘‘ انٹرنیشنل کانفرنس میں دل کی گہرائیوں سے خوش آمدید کہتا ہوں- میں تمام مقررین خصوصاً بیرونِ ملک سے اس کانفرنس میں شرکت کیلئے تشریف لانے والے وفود اور مہمانانِ گرامی کا انتہائی مشکور ہوں- صوفیائے کرام نے ہمیں اپنے روزمرہ کے معاملات میں دانشمندی اور سوجھ بوجھ سے کام لینے کی تلقین کی ہے- کسی بھی مقصد کے حصول کے لیے محنت و کوشش ضروری ہے- مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھُوؒ نے اپنے روحانی تصرف کی وجہ سے مسلم معاشرے کی تنظیم نو میں اہم کردار ادا کیا- ان عظیم شخصیات پر مسلم انسٹیٹیوٹ اور پنجاب یونیورسٹی لاہور کی مشترکہ کاوشوں سے یہ تیسری انٹرنیشنل کانفرنس ہے اور یہ ہمارے معاشرے کی بہتری میں اہم کردار ادا کرے گی-

ابتدائی کلمات

صاحبزادہ سلطان احمد علی: چیئرمین مسلم انسٹیٹیوٹ



مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھُوؒ نے ہمارے معاشرے کی ترقی میں مذہبی، معاشرتی اور روحانی طور پر اہم تعمیری کردار ادا کیا ہے- سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہمارے کلچر پر ان کا بہت گہرا اور بڑا اثر ہے- جب فارسی زبان ہمارے نصاب اور ثقافت سے معدوم ہو گئی تو ہم اخلاقی بدحالی کا شکار ہو گئے- پنجاب یونیورسٹی اور مسلم انسٹیٹیوٹ کی یہ مشترکہ کاوش ان صوفیاء کی تعلیمات کی از سر نو احیاء کے لیے ہے جس سے دانشوروں اور عوام پر اہم اثرات مرتب ہوں گے- گو کہ مسلم انسٹیٹیوٹ اور پنجاب یونیورسٹی کسی باہمی افہام و تفہیم کی دستاویز میں رسمی طور پر منسلک نہیں ہیں لیکن یہ مل کر وہ کام کر رہے ہیں جو بہت سے ادارے آپس میں M.O.U ہونے کے باوجود بھی نہیں کر سکتے-

معزز مہمان

پروفیسر ڈاکٹر سلطان شاہ



ڈین، فیکلٹی آف لینگویجز، اسلامک اینڈ اورینٹل لرننگ، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور

صوفیائے کرام کے فیوض و برکات اس معاشرے کی تبدیلی کے لیے اہم اور مثبت کردار ادا کرتے ہیں- مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھُوؒ جیسے عظیم صوفیائے کرام نے اسلام کی ترویج کیلیے اہم خدمات سرانجام دیں اور ان کی ادبی اور روحانی کاوشوں نے ہمارے اوپر نہایت مثبت اثرات چھوڑے ہیں- آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ان صوفیائے کرام کی تعلیمات کا اپنی زندگیوں میں مکمل اطلاق کریں- صوفیائے کرام کی تعلیمات کو نصاب کا حصہ بنایا جائے اور ان کی تعلیم ہماری جامعات میں دی جانی چاہیے- اخلاق و کردار کی تعمیر پر مبنی ان صوفیائے کرام کی تعلیمات موجودہ معاشرتی انحطاط اور اخلاقی برائیوں کے تدارک کے لیے نہایت اہم ہیں-

معزز مہمان

جناب محمد حنیف پتافی: مشیر وزیر اعلیٰ پنجاب برائے صحت



اس بات میں کوئی شک نہیں کہ صوفیاء نے تخلیق پاکستان میں اہم کردار ادا کیا- مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھُوؒ اسلامی تہذیب اور ثقافت کے مشعل بردار ہیں- ان کی شاعرانہ اور ادبی کاوشوں کے اسلامی معاشرہ پر اہم اثرات ہیں- انہوں نے سچائی اور حقیقت پر قائم رہنے کی تلقین کی-

معزز مہمان



عزت مآب محمد رضا ناظری:

کونسل جنرل، اسلامی جمہوریہ ایران، لاہور

مختلف ادوار میں اس خطے میں فارسی زبان و ادب کے حوالے سے جو خدمات سرانجام دی گئی ہیں وہ قابلِ تحسین ہیں- دورِ حاضر سے تعلق رکھنے والے ان ادباء و شعراء کا تذکرہ بھی برمحل ہوگا جو فارسی زبان کا گہرا علم رکھتے ہیں اور اس کی ترویج کیلیے کوشاں ہیں- وہ افراد جو فارسی زبان کا سرمایہ ہیں ان کو فرہنگستان زبان و ادب فارسی، کی طرف سے اعزازات سے نوازا جارہا ہے- یہ پہلی بار ہو رہا ہے کہ پاکستان سے دو افراد جنہوں نے فارسی زبان و ادب کے میدان میں بہت اہم خدمات سرانجام دی ہیں انہیں اکیڈمی آف لیٹرز تہران کی جانب سے تاحیات ممبر شپ کے لیے منتخب کیا جارہا ہے-

معزز مہمان

پروفیسر ڈاکٹر ہمایوں احسان: ڈین پاکستان کالج آف لاء، لاہور



صوفیائے کرام نے اپنے عمل اور کلام سے جس طرح انسانیت کا اظہار کیا ہے اس سے بہتر انسانیت کو بیان نہیں کیا جاسکتا- جب سے انسانی تہذیب شروع ہوئی ہے فلسفی بنیادی فلسفیانہ سوالوں کا

جواب ڈھونڈ رہے ہیں جیسا کہ ہم کون ہیں؟ ہمارا اس دنیا میں آنے کا مقصد کیا ہے؟ صوفیاء نے قرآنِ کریم کی تعلیمات کی روشنی میں بخوبی انسان اور کائنات کے بارے میں فلسفیانہ گتھیوں کو سلجھایا ہے- مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھُوؒ نے اللہ پاک کی وحدانیت پر زور دیا- آپ نے ذات پات اور رنگ و نسل کی بنیاد پر معاشرتی تفریق کی سختی سے نفی کی- اسی طرح دونوں صوفیائے کرام نے انسانوں کے درمیان ہر قسم کے تفرقہ کی بھی سختی سے حوصلہ شکنی کی-

مہمانِ خصوصی

جناب یاسر ہمایوں سر فراز: صوبائی وزیر پنجاب برائے ہائیر ایجوکیشن



آج کی کانفرنس کا موضوع میرے دل کے بہت قریب ہے- بے شک برصغیر اور اس خطے میں اسلام کو پھیلانے میں صوفیائے کرام کا بہت اہم کردار ہے- جنوبی ایشیا میں ذات پات کی بنیاد پر بہت زیادہ تفریق تھی جس نے معاشرے کا سماجی ڈھانچہ مکمل طور پر تباہ کر دیا تھا- صوفیائے کرام نے اس نظام کی نفی کی اور برابری و انصاف کا پرچار کیا- ہمیں صوفیاء کے طریقہ کار کے مطابق اپنے تعلیمی اداروں کی تشکیل نو کی ضرورت ہے- وزیر اعظم عمران خان کی پالیسی ہے کہ نئی یونیورسٹیاں مختلف صوفی بزرگوں کے نام پہ قائم کی جائیں گی-

صدرِ نشست

پروفیسر ڈاکٹر نیاز احمد اختر: وائس چانسلر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور



حضرت سلطان باھُوؒ اور مولانا رومیؒ رسولِ اکرم (ﷺ) کے سچے امتی اور پیروکار تھے- اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اگر کوئی اس سے محبت کرتا ہے تو حضور نبی کریم (ﷺ) کی اتباع کرے- اسلام برصغیر میں ہمارے آباؤ اجداد تک صوفیائے



کرام کے توسط سے پہنچا- پیغمبرانِ کرام اور صوفیاء کی زندگیوں کا جائزہ لیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ یہ ہستیاں اللہ تعالیٰ کی نہایت خوبصورت اور کامل تخلیقات ہیں- صوفیائے کرام کا پیغام بردباری کا ہے- یہ دنیا اس وقت 6 ارب نفوس سے زائد پر مشتمل ہے جو اس کرہ ارض پر کچھ اصولوں کے تحت ہی امن و سکون سے زندگی گزار سکتے ہیں جن میں باہمی احترام اور اخوت سر فہرست ہیں-

پہلا اکیڈیمک سیشن

مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھُوؒ کی تعلیمات کی روشنی میں فرد کی اصلاح:

پروفیسر ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا (سابق ڈین و پرنسپل اورینٹل لرننگ کالج، پنجاب یونیورسٹی لاہور) نے اس سیشن کی صدارت کی جبکہ اسامہ بن اشرف (ریسرچ ایسوسی ایٹ مسلم انسٹیٹیوٹ) نے ماڈریٹر کے فرائض سر انجام دیئے- مقررین کی جانب سے کیے گئے اظہار خیال کا خلاصہ درج ذیل ہے-

کلام حضرت سلطان باھُوؒ کا فنی اسلوبِ بیان: چند تفہیمی پہلو



جناب عزیز اللہ شاہ ایڈووکیٹ

ریسرچ ایسوسی ایٹ مسلم انسٹیٹیوٹ، اسلام آباد

حضرت سلطان باھُوؒ صوفیائے کرام میں ایک نمایاں مقام کے حامل ہیں- آپؒ کی فارسی شاعری بھی پر مغز صوفیانہ فکر کی حامل ہے جس پر ابھی تحقیق ہونا باقی ہے- حضرت سلطان باھُوؒ کی شاعری باربط خیالات کا ایسا مجموعہ ہے جو قاری کو خیالات کی گہری وادیوں اور فقر و معرفت کے دریا کی طغیانی سے روشناس کرتی ہے- آپؒ نے جہاں نظریہ توحید، تصور اسم اللہ ذات، ذکر اسم اللہ ذات، فلسفہ عشق، عشق حقیقی، حقیقتِ دل، ضبطِ نفس، درس ادب، تصورِ مرشد،

مقامِ مرشد اور طلبِ دنیا جیسے موضوعات کو زیر بحث لایا ہے، وہیں شاعری کے فنی اصولوں کو بھی ملحوظ خاطر رکھا اور تمام موضوعات کو عمدہ ترین شعری پیکر میں ڈھالا ہے- آپؒ کی پنجابی شاعری ایک خاص اسلوب رکھتی ہے جس کو ابیات کہا جاتا ہے- ہر بیت کے آخر میں ’’ھُو‘‘ کا استعمال آپ کے مخصوص شاعرانہ انداز کا اظہار ہے-

تکمیلِ باطن: سلطان باھُوؒ اور مولانا رومیؒ کی تعلیمات کا جائزہ



ڈاکٹر فیصل جمعہ

ڈپٹی رجسٹرار، لسبیلہ یونیورسٹی آف ایگریکلچر، واٹر اینڈ میرین سائنسز، لسبیلہ، بلوچستان

قرآن کریم میں باطنی تکمیل کے حوالے سے چار چیزوں پر زور دیا گیا ہے جن میں ارادہ، کوشش، ایمان اور مرشد شامل ہیں- مرشد کامل سالک کے باطن کو پاک کر کے اس کو باطنی مراحل طے کراتا ہے- حضرت شمس تبریز (رحمۃ اللہ علیہ) سے ملاقات کے بعد مولانا رومیؒ نے بھی اس بات کو سمجھ لیا کہ محض کتب بینی باطن کی تکمیل کے لیے کافی نہیں ہے- بلکہ اس کے لیے مرشد کامل کا ساتھ ضروری ہے جو طالب کو روحانی بلندیوں تک لے جاتا ہے- جب مولانا رومیؒ نے حضرت شمس تبریز کی رہنمائی میں روحانیت کے عروج کو پالیا تو آپ بے ساختہ بول اٹھے:

> مولوی ہر گز نہ شد مولائے روم
> تا غلام شمس تبریزی نہ شد

اسی طرح حضرت سلطان باھُوؒ بھی تلقین فرماتے ہیں کہ باطن کی تکمیل کے لیے مرشدِ کامل کی راہنمائی ضروری ہے-



حضرت سلطان باھُوؒ کی تعلیمات کی روشنی میں مرشدِ کامل کا تصور



ڈاکٹر شگفتہ یاسمین

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ فارسی، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

مرشد کے لغوی معنی گائیڈ اور رہنما کے ہیں- مرشدِ کامل ایک ایسا رہبر ہے جو اپنی نگاہِ کیمیا سے مرید کے دل کو ایک ہی لمحے میں دنیاوی آلائشوں اور نفسانی خواہشات سے پاک کر کے نئی جلا بخشتا ہے اور اس کو اس دنیا سے روشناس کرواتا ہے جس کا ادراک بھی اس کیلیے مشکل تھا- یہی وہ کیفیت ہے جس کو آپؒ نے اپنے پنجابی ابیات میں بیان کیا-

> الف اللہ چنبے دی بوٹی میرے من وچ مرشد لائی ھُو
> نفی اثبات دا پانی ملیس ہر رگے ہر جائی ھُو
> اندر بوٹی مشک مچایا جاں پھلاں تے آئی ھُو
> جیوے مرشد کامل باھُوؒ جیں ایہ بوٹی لائی ھُو

حضرت سلطان باھُوؒ اس بات کے معترف نظر آتے ہیں کہ خالق حقیقی سے عشق کی جوت لگانے والی ان کے مرشد کی ہی ہستی ہے جس نے نہ صرف عشق حقیقی سے ان کے دل کو روشن کیا بلکہ عشق حقیقی کے اس پودے کی نگہداشت کے ساتھ نفی اور اثبات کے پانی سے اس کی آبیاری بھی کی اور یوں اس کی مہک ہر سو پھیل گئی-

عالمی تہذیب کے قیام کے لیے قرآنِ کریم کی روشنی میں مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھُوؒ کی صوفیانہ تعلیمات



ڈاکٹر عمیر محمود صدیقی:

اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک لرننگ، کراچی یونیورسٹی

ہمیں قرآنِ کریم کی تعلیمات کی روشنی میں عالمی تہذیب کے قیام کے اسباب کو سمجھنا ہو گا- یہ دونوں اولیائے کرام اس کرۂ ارض پر تمام انسانوں کا آپس میں امن و آشتی سے رہنے کیلیے حُبِ الٰہی اور رواداری کو ہی بنیاد سمجھتے ہیں- اس لیے یہ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ انسان کا

نقطہ آغاز ایک ہی ہے- اس وقت انسانوں میں تفرقہ و لڑائی کی وجہ صرف ظاہری پہلوؤں پر ساری توجہ مرکوز کرنا ہے جبکہ ہم اپنی زندگیوں میں روحانیت کے کردار کو مکمل طور پر فراموش کر چکے ہیں-

مولانا رومیؒ و حضرت سلطان باھوؒ کی تعلیمات میں روحانی اصلاح کا تصور



پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال شاہد
چیئرمین، شعبہ فارسی، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور

اللہ تعالیٰ جب کسی کو سعادت بخشنا چاہتا ہے تو اللہ والوں سے ملاتا ہے- در حقیقت، یہ کانفرنسز ہماری روحانی، سماجی اور اخلاقی تربیت کا حصہ ہیں- مرشد کے حوالے سے اقبال ”اسرار خودی“ میں ایک خواب کا ذکر کرتے ہیں کہ ایک رات میرا دل فریاد پہ مائل تھا اور خاموشی میں یارب یارب کہنے کی صدائیں آ رہی تھیں- یہ سب مرشد کامل کی رہنمائی کا اثر تھا- مرشد کا تصرف یہ ہوتا ہے کہ انسان سانس بھی اس کی مرضی سے لیا کرے- عقیدت و سپردگی کے متعلق مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ روحانی استاد کو مان لینے اور خود سپردگی کی منزل پر پہنچ جانے کے بعد معاشرے میں امن کے پھول کھل اٹھتے ہیں-

عالمی امن کے لیے صوفیانہ تعلیمات کی اہمیت

پروفیسر ڈاکٹر کریم نجفی: پیام نور یونیورسٹی، ایران



حضرت سلطان باھوؒ کی تعلیمات کسی ایک خطہ یا قوم کے لیے نہیں بلکہ پوری دنیا کیلیے ہیں- اسی طرح مولانا جلال الدین رومیؒ کا پیغام بھی آفاقی اہمیت کا حامل ہے- لفظ ”باھو“ کا مطلب ”ھُو“ یعنی اللہ کے ساتھ کے ہیں- رسولِ کریم (ﷺ) صرف مسلمانوں کیلیے رحمت نہیں بلکہ رحمت اللعالمین یعنی تمام جہانوں کیلیے رحمت ہیں- حضرت سلطان باھوؒ اپنی کتاب ”امیر الکونین“ میں حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے ایک واقعہ منسوب فرماتے ہیں جس میں امام عالی مقام نے ایک مسلم گورنر کو مسلمانوں اور غیر مسلموں میں برابر انصاف کی تلقین کی- یہی صوفیاء کا پیغام ہے کہ انسانوں میں برابری کی جائے اور کسی سے زیادتی نہ ہو-

مولانا رومیؒ کی تعلیمات میں ”رقص“ کا تصور



ڈاکٹر راشدہ قاضی:
ڈین، فیکلٹی آف آرٹس، غازی یونیورسٹی ڈیرہ غازی خان

رومی کی شاعری عشق حقیقی سے لبریز ہے- ان کی سوچ کے اثرات ادب اور جمالیات کے ہر پہلو پہ روشنی ڈالتے ہیں- عشق حقیقی کو انہوں نے اپنی روح میں سمو کر موسیقی کا ہر رنگ اپنے رقص میں جذب کر لیا- درویش کی موسیقی اور رقص لفظوں کے محتاج نہیں ہوتے- یہ رقص وقت اور زمانے کی قید سے آزاد ہوتے ہیں- یہ دائروں میں گھومنے اور سرور کی حدوں کو چھونے والی کیفیت ہے جسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا- سیدھا ہاتھ دائروں میں گھومتا ہوا لطف کی وادیوں سے آگے بڑھتا ہے اور خدا کی رحمتوں سے فیض یاب ہوتا ہے- اسی کیفیت سے مالامال بائیاں ہاتھ زمین کی جانب جھکا کر رکھتا ہے-

صدر نشست



ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا:
سابق ڈین و پرنسپل اورینٹل لرننگ کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

صوفیاء کی خصوصیت رہی ہے کہ وہ معاشرہ میں دانش مندانہ رویوں کو فروغ دینے کی کوشش کرتے ہیں- اس ضمن میں انہوں نے ہمیشہ معاشرے میں سچ، محبت اور ایمان کو پھیلایا ہے- ان کا ہمیشہ سے عقیدہ رہا ہے کہ انسان کو اپنی جسمانی اور باطنی دونوں زندگیوں پر توجہ دینی چاہیے- اگر ان میں توازن نہ ہو تو انسان کی زندگی کا سکون برباد ہو جاتا ہے- اس کے علاوہ صوفیاء، مادیت پرستی کی بھی حوصلہ شکنی کرتے ہیں- کسی بھی انسان کی زندگی میں قلب اور روح کا اطمینان اس کے لیے سب سے زیادہ اہم ہے اور یہ

صرف اور صرف انسانیت کی خدمت سے حاصل ہوتا ہے-
جیسا کہ حضرت سلطان باھُوؒ فرماتے ہیں:

ادھی لعنت دنیاں تائیں تے ساری دنیاں داراں ھُو

مولانا رومیؒ بھی یہی پیغام دیتے ہیں - آپؒ کے بقول صرف قناعت ہی انسان کو دل اور روح کا سکون عطا کر سکتی ہے-

دوسرا اکیڈمک سیشن

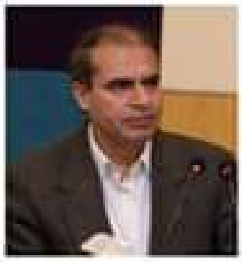
مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھُوؒ کا صوفیانہ ادب

پروفیسر ڈاکٹر شاہد منیر، وائس چانسلر جھنگ یونیورسٹی نے اس سیشن کی صدارت کی جبکہ ڈاکٹر محمد صابر (اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ فارسی، پنجاب یونیورسٹی لاہور) نے ماڈریٹر کے فرائض سر انجام دیئے- مقررین کی جانب سے کیے گئے اظہارِ خیال کا خلاصہ درج ذیل ہے-

فارسی ادب اور صوفیانہ تعلیمات: ایک جائزہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد ناصر

چیئرمین شعبہ فارسی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور



رومیؒ کی شاعری کا پہلا پیغام انسانوں کو محبت کی لڑی میں پرونا ہے- دوم، مختلف نظریات کے حامل گروہوں میں اخوت کے علمبردار ہیں- سوم، وہ انسانیت کی تکریم کے قائل ہیں کیونکہ تمام انسانوں کی ابتداء ایک ہے- ہمارے معاشرہ میں رومیؒ کی فکر کی ترویج کیلیے مخلصانہ کوششوں کی ضرورت ہے- اس ضمن میں میڈیا اور سماجی اداروں کا کردار بہت اہم ہے کہ وہ بردباری اور امن پر مبنی صوفیائے کرام بالخصوص رومیؒ کے پیغام کو عام کریں-

فکرِ رومیؒ اور سلطان باھُوؒ کی عصری معنویت



ڈاکٹر محمد سفیر

سربراہ شعبہ فارسی، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز (نمل) اسلام آباد

حضرت سلطان باھُوؒ روحانیت کا ایک سمندر ہیں جو بنی نوع انسان کو اپنی روحانی فکر سے سیراب کرتے آرہے ہیں- تصوف کا مقصود انسانی شخصیت میں اخلاقی اوصاف اور محاسن پیدا کرنا ہے- ان دونوں صوفیاء نے اپنے کلام میں عوام الناس کو اخلاق، محبت، عدل و انصاف، علم و عمل، انسان دوستی اور عجز و انکساری کی تعلیم دی تاکہ معاشرے میں امن قائم ہو سکے- معاشرے میں امن کے قیام کیلیے مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھُوؒ نے ادب، اخلاق سے بھرپور اندازِ گفتگو، ظلم و ستم کے خاتمے، غرور تکبر سے اجتناب، علم کے حصول اور اس پر عمل کرنے کی تلقین کی-

حضرت سلطان باھُوؒ کے فارسی کلام میں عرفانِ اسلامی کا تصور



ڈاکٹر انجم حمید:

ڈائریکٹر نیشنل لینگویج پروموشن ڈیپارٹمنٹ، اسلام آباد

برِصغیر پاک و ہند میں فارسی زبان و ادب کی تاریخ نہایت شاندار اور قدیم ہے- اس خطے میں اسی زبان کے ذریعے اسلام پھیلا اور فارسی میں بیشتر صوفیاء نے کلام لکھا جن میں حضرت سلطان باھُوؒ کا نام سر فہرست ہے-



حضرت سلطان باھُوؒ ایک عارفِ باصفا اور حقیقی صوفی تھے- انہوں نے عرفانِ اسلامی سے آگاہی کے لیے دور دراز کے سفر بھی کیے- آپؒ نے راہِ حق کو اپنی ذات تک محدود نہیں رکھا بلکہ انہوں نے اپنے کلام اور علمی آثار کے توسط سے طالبانِ حق کو تعلیماتِ اسلامی و عرفانی سے منور کیا-

صوفیانہ مشاہدات کو کلام میں ڈھالنا: مولانا رومیؒ اور سلطان باھُوؒ کا جائزہ



پروفیسر ڈاکٹر زاہد منیر عامر

چیئرمین، شعبہ اردو پنجاب یونیورسٹی لاہور

حضرت سلطان باھُوؒ ذکر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مرشدِ کامل انسان کے قلب میں عشقِ حقیقی کا پودا اگاتا ہے- "لا الہ الا اللہ" کے ذکر میں "لا الہ" سے مراد دنیاوی خواہشات اور غیر حق کی نفی ہے جبکہ "الا اللہ" کا مطلب اللہ تعالیٰ کی ذات کی صدقِ دل سے تصدیق ہے- جب انسان پر روحانی علوم کے اسرار منکشف ہوتے ہیں تو اس کا قلب محبتِ الٰہی سے معمور ہو جاتا ہے- جیسے جیسے انسان کے وجود میں عشقِ حقیقی کا اثر سرایت کرتا ہے وہ سکونِ قلب کی دولت سے مالامال ہو جاتا ہے- حضرت سلطان باھُوؒ فرماتے ہیں کہ اسم ذات کا ذکر انسان کے وجود میں تاثیر کرکے اسے عملِ تحقیق بخشتا ہے اور انسان اللہ کا رفیق بن جاتا ہے-

مولانا رومیؒ کی مثنوی اور ابیاتِ باھُوؒ کے برِصغیر پر اثرات



پروفیسر ڈاکٹر نبیلہ رحمان

چیئرپرسن شعبہ پنجابی، پنجاب یونیورسٹی لاہور

مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھُوؒ کی تعلیمات کا اثر ایک فرد سے شروع ہوتا ہے اور پورے معاشرہ اور خطے پر اس کے مثبت نتائج مرتب ہوتے ہیں- صوفی ازم سے ایک انسان کو اپنے تمام تر معاملاتِ زندگی خواہ وہ معاشرتی ہوں یا اقتصادی، رہنمائی حاصل ہوتی ہے- جیسا کہ تمام صوفیائے کرام نے کسبِ حلال کو اپنا نصب العین بنانے کی تلقین کی- اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم تصوف اور صوفیائے کرام کی تعلیمات کو عملی طور پر اپنی زندگیوں میں نافذ کریں-

قرآن مجید کے حضرت سلطان باھُوؒ کی تعلیمات پر اثرات

جناب ایم-اے-خان: مصنف و مترجم، لیوٹن، انگلینڈ



حضرت سلطان باھُوؒ کی فکر پہ قرآنِ مجید کا گہرا اثر ہے- آپؒ نے اپنی کتب میں جگہ جگہ پر کلام باری تعالیٰ کا ذکر کیا ہے اور قرآنِ مجید کی آیات کا بہت سی جگہ پر حوالہ دیا ہے- مثلاً آپ کی فارسی کتاب "اسرار القادری" 80 صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں 70 قرآنی آیات کا حوالہ ہے- اسی طرح 226 صفحات پر مشتمل آپ کی کتاب "امیر الکونین" میں 92 قرآنی آیات کا حوالہ موجود ہے- آپ کی ہر کتاب میں کثیر تعداد میں قرآنِ مجید کی آیات کا تذکرہ کیا گیا ہے- جیسے کہ ایک سالک ذکر کے ذریعے ذاتِ باری تعالیٰ کی نشانیوں کا مشاہدہ کر سکتا ہے، اسی طرح حضرت سلطان باھُوؒ کی کتب میں روحِ قرآنی کی جھلک موجود ہے- حضرت سلطان باھُوؒ کی کتب کے تراجم کیلئے مترجم کو تکنیکی ہنر کے ساتھ ساتھ روحانی معانی سے آشنا ہونا بھی ضروری ہے-

صدرِ نشست

انجینئر ڈاکٹر شاہد منیر: وائس چانسلر یونیورسٹی آف جھنگ



حضرت سلطان باھُوؒ اور مولانا رومیؒ کا پیغام عالم گیر اور آفاقی ہے- سب سے پہلے دونوں شخصیات نے اپنے باطن کی پاکیزگی پر زور دیا- اس کے بعد دنیاوی خواہشات اور نفس کی پیروی سے بچنے کی تلقین کی- دونوں صوفیاء نے انسانیت سے محبت کی بھی خاص تبلیغ کی- اپنی ذات کی نفی، عاجزی و انکساری اور روحانیت کو مادیت کے اوپر ترجیح دینا بھی ان صوفیاء کی تعلیمات کا خاصہ ہے- حضرت سلطان باھُوؒ نے اپنی کتاب "عین الفقر" میں اور مولانا رومیؒ نے اپنی مثنوی میں فقر کی نہایت عمیق وضاحت بیان

کی- حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا فرمان ہے فقر مجھ سے ہے اور فقر میرا فخر ہے- حضرت سلطان باھُوؒ اپنے ایک پنجابی بیت میں فرماتے ہیں:

کوڑا تخت دنیا دا باھُو تے فقر سچی بادشاہی ھُو

ثقافتی سیشن

پہلے روز کے اختتام پہ ایک ثقافتی سیشن کا انعقاد ایوان اقبال لاہور میں کیا گیا جس میں راجہ حامد علی نے مولانا رومی اور حضرت سلطان باھُوؒ کا کلام پیش کیا- اس سیشن میں مختلف طبقہ فکر سے تعلق رکھنے والے افراد نے کثیر تعداد میں شرکت کی- پروفیسر ڈاکٹر سلیم مظہر (پرو وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی، لاہور) نے شرکاء کیلیے اظہار تشکر کے کلمات ادا کیے-



محترمہ رابعہ کیانی: پی-ایچ-ڈی اسکالر

برِ صغیر کے عظیم المرتبت صوفی بزرگ حضرت سلطان باھُوؒ کی ذاتِ گرامی صدیوں سے سرچشمۂ فیوض و برکات رہی ہے- کتاب ’’شمس العارفین‘‘ حضرت سلطان باھُوؒ کی کوئی علیحدہ تصنیف نہیں بلکہ ان کی آٹھ تصانیف کلید التوحید، قربِ دیدار، مجموعۃ الفضل، عقل بیدار، جامع الاسرار، نور الھدیٰ، عین نما اور فضل اللقاء سے منتخب شدہ اسباق پر مشتمل رسالہ ہے- گویا یہ کتاب سلطان العارفینؒ کی جملہ تصانیف کا خلاصہ ہے جس سے طالب کی روح بیدار ہو جاتی ہے- اس کتاب کے پر خلوص مطالعہ



سے قاری میں ابتدائی اور حیران کن تاثیر پیدا ہو جاتی ہے اور اس کے وجود میں خالص طلب الٰہی کا ظہور ہوتا ہے- سالک روز بروز ترقی کرتا ہے حتیٰ کہ اسرارِ ربانی کا انکشاف شروع ہو جاتا ہے اور طالب بامراد ہو جاتا ہے-

دوسرا روز

تیسرا اکیڈمک سیشن

مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھُوؒ کی تعلیمات کا معاشرتی ارتقاء میں کردار

اس سیشن کی صدارت ڈاکٹر نوشاد علی خان (وائس چانسلر، اسلامیہ کالج یونیورسٹی پشاور) نے کی جبکہ ڈاکٹر عظمیٰ زریں نازیہ (شعبہ فارسی پنجاب یونیورسٹی لاہور) نے ماڈریٹر کے فرائض سرانجام دیئے- مقررین کی جانب سے کیے گئے اظہارِ خیال کا خلاصہ درج ذیل ہے:-

سلطان العارفین (سلطان باھُوؒ) اپنی کتاب ’’شمس العارفین‘‘ کے آئینہ میں

مذہبی عدم برداشت کے خاتمے میں مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھُوؒ کی تعلیمات کا کردار



پروفیسر ڈاکٹر فلیحہ زہرہ کاظمی

چیئر پرسن شعبہ فارسی، لاہور کالج فار ویمن یونیورسٹی، لاہور

مولانا جلال الدین رومیؒ اور حضرت سلطان باھُوؒ دونوں ہی انسان دوستی، برداشت اور محبت کے

عملی پیکر تھے-ان کے کلام سے ہر خاص و عام کو یہی پیغام محبت ملتا ہے-انسانی روح کا خدا اور اس کے بندوں سے رشتہ مضبوط کرنے کی ضرورت ہے؛اور خالق سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی مخلوق سے محبت کرنا سیکھی جائے-اس سلسلے میں تعلیمی مراکز اور مختلف یونیورسٹیز اہم کردار ادا کر سکتی ہیں-

انسان بحیثیت اشرف المخلوقات: مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھُوؒ کی تعلیمات



پروفیسر ڈاکٹر خالق داد ملک:

چیئرمین شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی، لاہور

حضرت سلطان باھُوؒ اور حضرت مولانا رومیؒ کی تعلیمات میں یہ بتایا گیا ہے کہ انسان اشرف المخلوقات کیسے بن سکتا ہے-ان دونوں جلیل القدر شخصیات نے اس اعلیٰ مقام کو حاصل کرنے کیلیے تمام شرائط و ضروریات کو واضح طور پر بیان کر دیا ہے- دونوں نے ایک نیا طریقہ تشکیل دیا جس میں احیائے اسلام کا عظیم جذبہ کار فرما ہے- انہوں نے قرآن و سنت سے تزکیہ نفس کے روحانی اور عقلی استدلال اخذ کرتے ہوئے ایک نئی صدائے حق کے ذریعے انسانوں کو بڑی کامیابی سے حق تعالیٰ کی معرفت عطا کی-

معاشرتی برائیوں کے سدِباب میں مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھُوؒ کی تعلیمات کا کردار

ڈاکٹر عثمان علی سعد الدین: صدر، سوڈانی کمیونٹی پاکستان



جنوبی ایشیاء کی طرح افریقہ میں بھی صوفیاء نے اسلام کا پیغام پھیلایا- سوڈان کی عوام کی اکثریت حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کے طریقہ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہے-بلاشبہ، دیگر اولیائے کرام کی طرح مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھُوؒ نے دنیا میں انسانیت، برداشت، امن، محبت، اخوت اور بقائے باہمی کو ترویج دینے کا پیغام دیا-عاجزی انسان کا سب سے بڑا سرمایہ ہے-عداوت اس وقت شروع ہوتی ہے جب کوئی اپنی تعلیم، طاقت، دولت یا خوبصورتی کے زُعم میں اپنی اصلیت بھول جاتا ہے اور اس میں دوسروں کو مطیع کرنے کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے- حضرت سلطان باھُوؒ فرماتے ہیں:

رات اندھیری کالی دے وچ عشق چراغ جلاندا ھو

مہمانِ خصوصی

پروفیسر ڈاکٹر محمد رضا نصیری

سیکریٹری، اکیڈمی آف لیٹرز تہران، ایران



مثنوی کے اس جدید نسخہ کا ذکر اہم ہے جو پروفیسر محمد علی موحد نے مرتب کیا ہے-انہوں نے اس نسخہ کی تیاری کے لئے 40 سال صرف کیے ہیں اور ان قدیم مسودات سے استفادہ حاصل کیا جو مولانا کے ابتدائی دور سے تعلق رکھتے ہیں- علی موحد نے نیکلسن اور دوسرے مسودات جیسا کہ طائف عباسی کے مثنوی کے 80 تصحیح شدہ نسخہ جات کا مطالعہ کیا اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ مثنوی کے سلسلہ میں نکلسن کا کام سب سے بہترین ہے-40 سال کی عرق ریزی کے بعد علی موحد نے جدید انگریزی فرہنگ میں مثنوی کا نسخہ مرتب کیا-

مہمانِ خصوصی

عزت مآب عبد الرحمٰن محمود: سفیر، سفارتخانہ سوڈان، اسلام آباد



مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھُوؒ کا پیغام انسانیت کے لیے ہے اور بنی نوع انسان کو خود شناسی اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عظمت کے حصول کی جانب لے کے جاتا ہے- بہت سا وقت گزر جانے کے باوجود آج بھی دونوں صوفیاء کی تعلیمات کی اہمیت اپنی جگہ قائم ہے- رومیؒ کے مطابق، جب تک ہم اپنی خواہشات کے غلام رہیں گے، ہمیں سکون و چین نصیب نہیں ہو گا- اگر ہم اپنی عمومی ضروریات کا جائزہ لیں تو ہم پر واضح ہو گا کہ یہ بہت محدود ہیں اور ان کا حصول بہت مشکل نہیں- سو اپنی بنیادی ضروریات پوری کرنے کے ساتھ ہمیں اپنا اصل وقت

اپنی زندگی کے مقصد، اپنے باطن کی پہچان اور اس کائنات کی تخلیق پر غور کرنے میں صرف کرنا چاہیے۔

صدرِ نشست

ڈاکٹر نوشاد علی خان: وائس چانسلر اسلامیہ کالج یونیورسٹی پشاور



"یہ فیصلہ ہماری زندگی سے بھی اہم ہے کہ ہم زندگی کیسے گزارنا چاہتے ہیں، امن سے یا خطرات سے بھر پور۔ ایک انسان ظاہری جسم اور روح کا مجموعہ ہے۔ عموماً لوگ صرف اپنے جسم کی دیکھ بھال کرتے ہیں جبکہ خاص لوگ جسم کے ساتھ اپنی روح کی نشو و نما کا بھی خیال رکھتے ہیں۔ مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھُوؒ اللہ کی وہ جلیل القدر ہستیاں ہیں جنہوں نے روح کی پاکیزگی کی تلقین کی۔ اس پر آشوب دور میں یہ ہمارا فرض ہے کہ اپنے آپ کو اکیسویں صدی میں درپیش چیلنجز کے مقابلہ کیلیے تیار رکھیں۔ اس وقت مسلم اُمہ کی رہنمائی کیلیے اجتہاد کا ادارہ بھی قائم کیا جانا چاہیے۔ مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھُوؒ کی تعلیمات کو ہمارے تعلیمی نصاب میں شامل کیا جانا چاہیے۔"

چوتھا اکیڈمک سیشن

مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھُوؒ کے کلام کی اہمیت

سیشن کی صدارت پروفیسر ڈاکٹر منصور اکبر کنڈی (وائس چانسلر بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان) نے کی جبکہ انجینئر رفاقت ایچ ملک (ریسرچ ایسوسی ایٹ مسلم انسٹیٹیوٹ) نے ماڈریٹر کے فرائض سر انجام دیئے۔ مقررین کے اظہار خیال کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھُوؒ کی شاعری میں روح کی اہمیت



ڈاکٹر محمد مسعود عباسی

شعبہ اردو، یونیورسٹی آف آزاد جموں و کشمیر، مظفر آباد

برصغیر میں طلوعِ اسلام کے وقت ذات پات کا نظام تھا، کسی کم ذات کو یہ حق حاصل نہیں تھا کہ وہ کسی اعلیٰ ذات کے شخص سے کچھ استفادہ کر سکے۔ دوسری طرف صوفیاء نے خانقاہی نظام قائم کیا۔ مبلغینِ اسلام حق کی تبلیغ کرتے تھے اور اللہ اور اس کے رسول کا پیغام دیتے تھے۔ ہر کسی کو اجازت تھی کہ وہ ان کی گفتگو سن سکے اور حق کی جانب مائل ہو۔ مولانا رومیؒ کی مثنوی حقیقت میں علوم معارف اور حکمتِ دانش کا عظیم خزینہ ہے۔

مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھُوؒ کی شاعری کی دانشورانہ جہتیں



ڈاکٹر سعید احمد سعیدی

شعبہ اسلامک سٹڈیز، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

تصوف بذاتِ خود ایک ذات کی پکار ہے جس کی طرف روح کشش محسوس کرتی ہے۔ اگر علم اور مذہب میں تعلق جوڑنا ہے تو صوفیاء کی تعلیمات کے مطابق



انہیں تصوف اور تزکیہ کی تربیت گاہوں سے گزرنا ہو گا- اس حوالے سے مولانا رومیؒ نے فرمایا:

علم را بر تن زنی مارے بود
علم را بر دل زنی یارے بود

”علم اگر جسم پروری کیلیے خرچ ہونے لگے تو وہ سانپ بن کر ڈستا ہے اور اگر اس کا رشتہ روح سے جڑ جائے تو دوست بن کر رہنمائی کرتا ہے“-

حضرت سلطان باھُوؒ بطور مرشدِ معنوی

جناب ندیم بھابھہ: شاعر، مصنف و تجزیہ نگار



میں ضروری سمجھتا ہوں کہ لفظِ ”مرشد“ کی پاکیزگی اور عظمت انہی الفاظ میں دہراؤں جو حضرت سلطان باھُوؒ نے بیان کیے ہیں- مرشد صاحب تصرف فنا فی اللہ بقا باللہ فقیر ہوتا ہے جو مردہ قلب کو زندہ کرتا ہے اور زندہ نفس کو مار دیتا ہے- مرشد اس سنگِ پارس کی مثل ہوتا ہے جو اگر لوہے کو چھو جائے تو وہ لوہا سونا بن جاتا ہے- اس کی نگاہ آفتاب کی طرح فیض بخش ہوتی ہے جو مرید کے وجود سے برے خصائل مٹا دیتی ہے- مرشد صاحب خلق ہوتا ہے اور حضور نبی کریم (ﷺ) کے خلق کا مالک ہوتا ہے، مہرباں ایسا کہ ماں باپ سے زیادہ اور موجِ کرم ایسا کہ جیسے موتیوں کا دریا-

مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھُوؒ کی شاعری میں محبت و اخوت کا پیغام

پروفیسر ڈاکٹر فخر الحق نوری

سابقہ ڈین و پرنسپل، اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور



آج کے دور میں ہمیں جن چیلنجز کا سامنا ہے ان چیلنجز سے نمٹنے کیلیے ہمیں مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھُوؒ جیسی ہستیوں سے فیض حاصل کرنا ہے- تصوف درحقیقت ایک ضابطہ حیات ہے جو کہ ہمارے سامنے صوفیانہ شاعری جیسا کہ مثنوی اور ابیات کی صورت میں موجود ہے- یہ ایسی ہی ہستیوں کی وجہ سے ہے جس کی بنا پر صوفیانہ شاعری کو یہ رتبہ ملا- اس شاعری میں صرف توحید کی بات کی گئی، تصوف کی بات کی گئی، انسان کی تطہیر کی بات کی گئی اور قلوب کو منور کرنے کی بات کی گئی-

عالمی امن اور بین المذاہب ہم آہنگی کیلیے صوفیانہ تعلیمات

پروفیسر ڈاکٹر پیوٹر کلاڈ کووسکی

سینٹر فار کمپیریٹو سٹڈیز آف سویلائزیشنز، جیگالونین یونیورسٹی، پولینڈ



اگر مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھُوؒ کی زندگیوں کا جائزہ لیا جائے تو مثالی توازن اور اعتدال نظر آئے گا- آج ہم عدم توازن کی دنیا میں زندگی گزار رہے ہیں جس میں مادی، نظریاتی، نفسیاتی اور سیاسی عدم توازن شامل ہیں- عالمی طاقتیں زیادہ سے زیادہ لوگوں اور علاقوں پر قابض ہونا چاہتی ہیں جس سے آج کی دنیا



میں اعتدال کا فقدان ہے- اکیسویں صدی کی دنیا کے لیے صوفیاء کا پیغام نہایت اہم ہے- یہ برابری، اخوت اور برداشت کا پیغام ہے جو ہمیں مادی اور نظریاتی عدم توازن سے محفوظ رکھے گا اور یہ پیغام امن ہر خطے اور ثقافت سے تعلق رکھنے والے لوگوں کیلیے ہے- میرا مشورہ ہو گا کہ ہمیں رومی اور سلطان باھُو کی تعلیمات کا ”کاگنیٹیو“ مطالعہ ضرور کرنا چاہیے-

صدرِ نشست

پروفیسر ڈاکٹر منصور اکبر کنڈی

وائس چانسلر بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان



مولانا رومیؒ کی شاعری عام فہم فارسی زبان پر مشتمل ہے جو کوئی بھی فارسی زبان کا معمولی سا علم رکھنے والا شخص بھی سمجھ سکتا ہے- ایک دفعہ کسی نے حضرت خواجہ غریب نوازؒ کی درگاہ پر حاضری دینے والے سے پوچھا کہ آپ کو ان کی خانقاہ سے کیا حاصل ہوا- اس شخص نے جواب دیا کہ آپؒ بلا تفریق مذہب و قوم اپنی درگاہ پر آنے والے کو نوازتے ہیں- آپ کا دستر خوان اور لنگر بہت وسیع ہے جس پر ہر خاص و عام کی تواضع کی جاتی ہے- مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھُوؒ کی تعلیمات کا مغز سچائی، اخوت اور تمام انسانوں سے محبت ہے- اس ضمن میں کتاب ”مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھُوؒ“ جو کہ چیئرمین مسلم انسٹیٹیوٹ کی جانب سے شائع کی گئی ہے، نہایت اہم ہے-

اختتامی سیشن

اس سیشن کے مہمان خصوصی پیر نور الحق قادری (وفاقی وزیر برائے مذہبی امور و بین المذاہب ہم آہنگی) اور صاحبزادہ محمد محبوب سلطان (وفاقی وزیر برائے ریاستی و سرحدی امور) تھے- عثمان حسن (ریسرچ ایسوسی ایٹ مسلم انسٹیٹیوٹ) نے ماڈریٹر کے فرائض سرانجام دیئے- مقررین کی جانب سے کیے گئے اظہارِ خیال کا مختصر خلاصہ درج ذیل ہے:-

استقبالیہ کلمات

پروفیسر ڈاکٹر سلیم مظہر: پرو وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی



روحانی اور فیوض و برکات والی محفل میں تشریف لانے پر دل کی گہرائیوں سے خوش آمدید کہتا ہوں- صاحبزادہ سلطان احمد علی اس محفل کے میزبان اول و آخر ہیں- حضرت رابعہ بصری نے اپنے وقت کے کسی بڑے عارف اور صوفی سے پوچھا تھا کہ میں اگر توبہ کرلوں تو کیا اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرمالے گا؟ اس صوفی نے کہا تھا کہ اللہ توبہ کا خیال ہی کسی کے دل میں اس وقت ڈالتا ہے جب وہ اس کی توبہ قبول کرچکا ہوتا ہے- یہ مکمل توفیق والا معاملہ ہے- پنجاب یونیورسٹی کا اعزاز ہے کہ تیسری بار صوفیاء کے پیغام کو نوجوان نسل تک پہنچانے کیلیے اس کانفرنس کی توفیق نصیب ہو رہی ہے- شروع میں اس کانفرنس کا آغاز ایک روزہ کانفرنس سے ہوا تھا اور اب دو دن کی جاری ہے-



اب محسوس ہو رہا ہے کہ دو دن بھی تھوڑے ہیں اور اگلے سال سے سہ روزہ کانفرنس کا انعقاد کرنا ہو گا۔

معزز مہمان

چرن جیت کور

سابقہ ایجوکیشن انسپکٹر، ارلنگ ڈسٹرکٹ، برطانیہ



رومیؒ کی کتب اور شاعری کا یورپ اور امریکہ میں اچھے تراجم کی وجہ سے بہت چرچا ہے جبکہ سلطان باھُوؒ کا کلام بین الاقوامی شہرت کا حامل ہے۔ صوفی ازم اور روحانیت کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ روحانیت انسان کے باطن کو روشن کرتی ہے جس سے انسان میں لگن، جذبہ اور مصمم ارادہ پیدا ہوتا ہے اور انسان مثبت سمت میں سوچنے لگتا ہے۔ صوفیانہ تعلیمات انسان میں روحانیت، اخوت اور محبت پیدا کرتی ہیں۔ صوفی کلچر انسان میں قدرت کا ادراک، پاکیزگی اور انسانیت پیدا کرتا ہے۔ اگرچہ ظاہری طور پر رومیؒ اور سلطان باھُوؒ ہمارے درمیان موجود نہیں، لیکن دونوں شخصیات روحانی طور پر اپنی تعلیمات کے ذریعے ہمارے دلوں میں موجود ہیں۔

معزز مہمان

گرمیت سنگھ ہنزارہ

صدر گردوارہ سری گرو سنگھ سبھا، ہنسلو، برطانیہ



اس دنیا میں جتنی بھی لڑائی ہے وہ نفرت کی وجہ سے ہے۔ اگر ہم نفرت کو ایک طرف کر دیں تو پیچھے پیار رہ جاتا ہے۔ ہمیں بنانے والا ایک ہے۔ ہمارا رب ہمیں کہتا ہے کہ اے بندے تو میرا بن جا۔ اے بندے تو اس دنیا میں بندگی کے لیے آیا تھا لیکن تو جھگڑوں میں پڑ گیا۔ ہمیں ایک ہو کر ایک کا ہونا ہے اور اس ایک کو سب میں دیکھنا ہے۔ اسی طرح ہمیں تمام مخلوق کو برابر پیار کرنا ہو گا۔ تب ہی ہم اس رب کی خوشنودی حاصل کر سکیں گے۔ ہم پھول سے سیکھ سکتے ہیں کہ خود کیسے ہنسنا ہے اور دوسروں کو کیسے ہنسانا ہے۔ حضرت سلطان باھُوؒ فرماتے ہیں:

تسبیح پھری تے دل نہیں پھریا، کی لینا تسبیح پھڑ کے ھو

معزز مہمان



پروفیسر ڈاکٹر ضیاء القیوم

وائس چانسلر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھُوؒ نے امن و اخوت کے پیغام کو پھیلایا اور دین کے وضع کردہ اصولوں پر پوری طرح کاربند رہے۔ انہوں نے اپنے عمل کے ذریعے تلقین کی۔ ان کی تعلیمات میں مختلف سماجی مسائل کے لیے پیش کیے گئے حل آج بھی اپنی اہمیت رکھتے ہیں۔ اگرچہ ان جیسے صوفیاء نے ظاہری تعلیم حاصل نہیں کی لیکن ان کی عقل و دانش انسانی سوجھ بوجھ کو خیرہ کیے دیتی ہے۔ اس کی صرف ایک ہی وجہ تھی اور وہ تھی خدائے باری تعالیٰ کی ذات سے سچی محبت و اطاعت۔ ان صوفیائے کرام نے اپنی تصانیف و شاعری کے ذریعے دورِ حاضر میں درپیش سیاسی و اقتصادی مسائل کے بارے بھی حل پیش کیے۔

معزز مہمان

پروفیسر ڈاکٹر قمر علی زیدی

پرنسپل، اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور



صوفی اپنے وجود، قول اور فعل سے اس رحمت کو عام کرتا ہے جس رحمت کے امین آقا علیہ الصلاۃ و السلام ہیں۔ صوفی فکر والوں کیلیے



فکری رہنمائی عطا کرتا ہے، عمل والوں کیلیے عملی رہنمائی عطا کرتا ہے اور وحدہٗ لاشریک تک پہنچنے کا راستہ آسان کرتا ہے- جیسا کہ حضور غوثِ اعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی (قدس اللہ سرّہٗ) فرماتے ہیں کہ جو شخص زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کے ساتھ اپنے ایمان کو کلمہ طیبہ کے ساتھ مستحکم نہیں کرتا اس کیلیے کبھی بھی راہِ حقیقت کا دروازہ نہیں کھل سکتا- یہی تصوف، یہی طریقت، یہی حقیقت اور یہی شریعت ہے-

معزز مہمان

پروفیسر ڈاکٹر محمد علی شاہ:

وائس چانسلر قائدِ اعظم یونیورسٹی، اسلام آباد



جہاں مولانا رومیؒ کا مزار ہے اُس کے ساتھ ایک میوزیم بھی ہے جس میں ایک کاسہ بھی موجود ہے- مولانا رومیؒ کے پاس جو شاگرد آتے تھے ان کو وہ کاسہ اس لیے دیا جاتا تھا کہ اُن کے نفس کو مارا جاسکے- آپؒ نے زور دیا کہ انسان وہی ہے جو دوسروں کی مدد کرتا ہے- مولانا رومیؒ کا فلسفہ انسان کی تحقیر نہیں بلکہ اس کے اندر عاجزی پیدا کرنا ہے- حضرت سلطان باھو (قدس اللہ سرّہٗ) اس روئے زمین کے عظیم صوفی شعراء میں سے ہیں- اپنے کلام میں آپ نے علم ظاہر کی نفی نہیں کی بلکہ ایسے علم کے حصول پر زور دیا جو انسان میں انسانیت کے لیے محبت پیدا کرے-

مہمانِ خصوصی

صاحبزادہ محمد محبوب سلطان

وفاقی وزیر برائے ریاستی و سرحدی امور



وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان چاہتے ہیں کہ تصوف پہ کام کیا جائے اور اس سلسلہ میں پاکستان میں باضابطہ طور پر القادر یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا جارہا ہے- بزرگانِ دین کا کلام پڑھنے والے اور اِن کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے والے کبھی نفرت، بغض، فتنے، فساد اور شر انگیزی کا باعث نہیں بنتے بلکہ یہ تمام انسانیت کی بات کرتے ہیں- صرف انسانیت ہی نہیں بلکہ تمام مخلوقاتِ خدا سے محبت کی بات کرتے ہیں- مثال کے طور پر حضرت سلطان باھوؒ نے فطرت سے جو نکات اخذ کیے ہیں وہ کس قدر خوبصورت ہیں یعنی وہ دریا سے، سمندر سے، کوئل سے حتیٰ کہ پرندوں جیسے شہباز سے بھی سبق اخذ کرتے ہیں-

مہمان خصوصی

پیر نور الحق قادری

وفاقی وزیر برائے مذہبی امور و بین المذاہب ہم آہنگی



مولانا جلال الدین رومیؒ اور حضرت سلطان باھوؒ جب مرشد کا ذکر کرتے ہیں تو اس سے ان کی مراد حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی روح مبارک ہوتی ہے- اسی طرح حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ جب مرشد کا ذکر فرماتے ہیں تو ان کی منشا حضور نبی کریم (ﷺ) کی ذاتِ اقدس ہوتی ہے- حضرت سلطان باھوؒ نے تصوف کو محبت کا پیغام اور نفرتوں سے اجتناب کا نام دیا- تصوف اخلاق کا نام ہے جو اخلاق میں بلند ہو گیا وہ تصوف میں بھی اونچے مرتبہ پر ہے- ایک دفعہ امام شافعیؒ قاہرہ کی ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ گلی کی دوسری جانب سے ایک کتا آتا ہوا نظر آتا ہے- آپؒ کے شاگرد نے کتے کو بھگانے کے لیے پتھر اٹھایا تو آپؒ نے غصہ کا اظہار کیا اور فرمایا کہ قیامت کے دن میرا رب مجھ سے باز پرس کرے گا- ایک کتے کا بھی راستے پر اتنا ہی حق ہے جتنا کہ انسانوں کا-

اظہارِ تشکر

پروفیسر ڈاکٹر نیاز احمد: وائس چانسلر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور



میں انتہائی مشکور ہوں صاحبزادہ محمد محبوب سلطان صاحب اور پیر نور الحق قادری صاحب کا جو اس کانفرنس میں شرکت کے لیے بطور

خاص تشریف لائے- میں صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب اور سلیم مظہر صاحب کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے اتنی اہم کانفرنس کا انعقاد کیا- یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ نوجوان نسل کی تربیت کیلیے اس طرح کی تقریبات کا اہتمام کریں- مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھُوؒ کے پیغام کا منبع سرکارِ دوعالم سیدنا محمد (ﷺ) کی ذات ہے- حضور نبی کریم (ﷺ) کے انصاف کا نظام ایسا مثالی تھا کہ اگر کسی مسلمان اور غیر مسلم کے درمیان بھی کوئی مسئلہ پیدا ہوتا تو آپ (ﷺ) سے اس کا فیصلہ کروایا جاتا-

اختتامی کلمات

صاحبزادہ سلطان احمد علی: چیئرمین مسلم انسٹیٹیوٹ



یہ ہمارے لیے اعزاز کی بات ہے کہ ایران، پولینڈ، سوڈان، برطانیہ اور پورے پاکستان کے کونے کونے سندھ، پنجاب، خیبر پختونخواہ، بلوچستان اور آزاد جموں و کشمیر سے مہمان تشریف لائے ہیں- ان کانفرنسز سے ہمیں یہ موقع مل رہا ہے کہ ہم پاکستان کی نظریاتی اساس کو بخوبی سمجھ سکیں اور اس ثقافت کو دوبارہ سے زندہ کر سکیں جو پچھلے 40 سال سے دہشتگردی کا شکار ہے- مولانا رومیؒ ایک عظیم صوفی بزرگ کے طور پر جانے جاتے ہیں- اسی طرح حضرت سلطان باھُوؒ ایک جلیل القدر صوفی بزرگ اور مادر زاد ولی اللہ تھے جن کے رخِ اطہر کی بچپن میں ہی اگر کوئی غیر مسلم زیارت کرتا تو فوراً کلمہ پڑھ لیتا اور مسلمان ہو جاتا- اگرچہ اس کانفرنس کا آغاز ایک محدود پیمانے پر ہوا لیکن اب یہ پاکستان میں مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھُوؒ پر ہونے والی کانفرنسز میں نمایاں مقام حاصل کر چکی ہے جو کہ ایک خوش آئند امر ہے-

ہر سیشن کے اختتام پہ معزز مقررین کو کانفرنس کی لوحِ یادگار پیش کی گئیں اور گروپ فوٹو بنائی گئیں-

☆☆☆



سیشنز کے اختتام پہ مہمان مقررین کو کانفرنس کی لوحِ یادگار پیش کی گئیں-

درج بالا تصاویر میں وفاقی وزیر پیر نور الحق قادری، پروفیسر پیٹر کلوڈ کوسکی اور وفاقی وزیر صاحبزادہ محبوب سلطان لوحِ یادگار موصول کرتے ہوئے-



شرکائے کانفرنس نے مسلم انسٹیٹیوٹ اور العارفین پبلیکیشنز کے بک سٹالز پہ موجود کتب میں گہری دلچسپی کا اظہار کیا-



تزکیہ نفس تصفیہ قلب

(قرآن و حدیث اور تعلیماتِ حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) کی روشنی میں)

مفتی محمد اسماعیل خان نیازی

نفس کی خار دار وادی کو عبور کیے بغیر اللہ عزوجل کا قرب وصال نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہے اور اللہ عزوجل کے قرب ووصال اور معرفت وپہچان کا سب سے بڑا ذریعہ ہی تزکیہ نفس اور قلب وروح کی طہارت و پاکیزگی ہے- انبیاء و رسل (علیہم السلام) کی بعثت کا مقصد اولین بھی یہی تھا کہ مخلوق کے دلوں کے رشتے کو اللہ پاک سے جوڑا جائے، ان کے قلوب کو اللہ پاک کے انوار و تجلیات کا مخزن ومنبع بنایا جائے اور اپنے پاس حاضر خدمت ہونے والوں کے نفوس کا تزکیہ کیا جائے-

”تزکیہ نفس و تصفیہ ٔقلب“ جیسے وسیع ٹاپک کو قرآن و حدیث اور تعلیمات حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) کی روشنی میں مختصراً لکھنے کی سعی کرتے ہیں:

”تزکیہ کا لغوی معانی بڑھنا، بڑھانا، پاک کرنا، اصلاح کرنا وغیرہ ہے“-[1]

علامہ ابن جریر طبری (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

”أن مَعْنَی ”التَّزْکِيَة“: التَّطْهِيرُ“[2]

”تزکیہ کا معانی پاک صاف ہونا ہے“-

تزکیہِ نفس اور تصفیہِ قلب تعلیماتِ قرآن مجید کی روشنی میں:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

1-رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۝[3]

”اے ہمارے رب! ان میں انہی میں سے (وہ آخری اور برگزیدہ) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مبعوث فرما جو ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے (کر دانائے راز بنا دے) اور ان (کے نفوس و قلوب) کو خوب پاک صاف کر دے، بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے“-

2-”كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ“[4]

”اسی طرح ہم نے تمہارے اندر تمہیں میں سے (اپنا) رسول بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں (نفساً و قلباً) پاک صاف کرتا ہے اور تمہیں کتاب کی تعلیم دیتا ہے اور حکمت و دانائی سکھاتا ہے اور تمہیں وہ (اسرارِ معرفت و حقیقت) سکھاتا ہے جو تم نہ جانتے تھے“-

امام فخر الدین الرازی ”تفسیر کبیر“ میں ”یُزَكِّيْهِمْ“ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”يُزَكِّيهِمْ أَيْ يُصْلِحُهُمْ. يَعْنِي يَدْعُوهُمْ إِلَى اتِّبَاعِ مَا يَصِيرُونَ بِهِ أَزْكِيَاءَ“

”یُزَكِّيْهِمْ کا مطلب ہے کہ آقا پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے غلاموں کی اصلاح فرماتے ہیں یعنی ان کو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایسی چیزوں کی پیروی کی طرف بلاتے ہیں جو تزکیہ کی طرف لے جاتی ہیں“-

---

[1] (المنجد، تحت حرف الزاء)

[2] (تفسیر الطبری، زیر آیت، البقرۃ: 129)

[3] (البقرۃ: 129)

[4] (البقرۃ: 151)

حافظ ابن کثیر (رحمۃ اللہ علیہ) تفسیر ابن کثیر میں ”یُزَکِّیۡہِمۡ“ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”یُزَکِّیۡہِمۡ اَیۡ: یُطَہِّرُہُمۡ مِنۡ رَذَائِلِ الۡاَخۡلَاقِ وَدَنَسِ النُّفُوۡسِ وَاَفۡعَالِ الۡجَاہِلِیَّۃِ، وَیُخۡرِجُہُمۡ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوۡرِ“

”یُزَکِّیۡہِمۡ یعنی رسول مکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے غلاموں کی اخلاق رذیلہ اور نفوس کی گندگی اور جاہلیت کے افعال سے تطہیر فرماتے ہیں اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کو ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لے جاتے ہیں“۔

آیت مبارکہ (البقرۃ:151) کی تفسیر میں علامہ غلام رسول سعیدی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) رقمطراز ہیں:

”ایک سوال یہ ہے کہ اس آیت میں تزکیہ، کتاب اور حکمت پر مقدم ہے اور حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی دعا (رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا ---) میں مؤخر ہے کیونکہ انہوں نے کہا” ان میں ان ہی میں سے ایک رسول عظیم رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھیج دے جو ان پر تیری آیتوں کی تلاوت کرے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے“۔[6]

اس کا جواب یہ ہے کہ تزکیہ کتاب اور حکمت کی تعلیم کیلیے علت غائیہ ہے اور علت غائیہ ذہن میں مقدم ہوتی ہے اور خارج میں موخر ہوتی ہے- کتاب اور حکمت کی تعلیم کی غرض اور غایت یہ ہے کہ انسان کے ظاہر و باطن کی اصلاح ہو لہٰذا جس تزکیہ اور اصلاح کے لیے تعلیم دی جاتی ہے، اس سے پہلے ذہن میں اس کا تصور ابھرے گا، پھر اس کے حصول کے لیے آیتوں کی تلاوت کی جائے گی اور کتاب اور سنت کی تعلیم دی جائے گی، پھر اس کے نتیجہ میں ظاہر و باطن کی اصلاح عمل اور وجود میں آئے گی اس آیت میں وجود ذہنی کے لحاظ سے تزکیہ کو مقدم کیا ہے اور حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی دعا میں وجود خارجی کے لحاظ سے تزکیہ کو مؤخر کیا ہے، اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ قوت نظریہ کے کمال کے بعد قوت عملیہ کا کامل ہونا یا اصلاح عمل ہونا اور ظاہر و باطن کا نیک ہونا تزکیہ ہے-

3: اللہ پاک کا کوئی فرمان مبارک بغیر تاکید کے بھی اپنی مثال آپ ہے اور بے مثل و بے نظیر ہے، لیکن اللہ پاک جب اپنے کسی کلام کو مؤکد فرمادیں تو اس کی اہمیت کو مزید چار چاند لگ جاتے ہیں- پھر جتنی تاکید بڑھتی جائے گی اس کی اہمیت اور بڑھتی جائے گی- آپ غور کریں کہ اللہ پاک نے ایک جگہ نفس کی حالتوں کا ذکر فرمایا تو ان الفاظ میں ارشاد فرمایا:



”وَالشَّمۡسِ وَضُحٰہَا o وَالۡقَمَرِ اِذَا تَلٰہَا o وَالنَّہَارِ اِذَا جَلّٰہَا o وَالَّیۡلِ اِذَا یَغۡشٰہَا o وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰہَا o وَالۡاَرۡضِ وَمَا طَحٰہَا o وَنَفۡسٍ وَّمَا سَوّٰہَا o فَاَلۡہَمَہَا فُجُوۡرَہَا وَتَقۡوٰہَا o قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰہَا o وَقَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰہَا“[7]

”سورج کی قسم اور اس کی روشنی کی قسم اور چاند کی قسم جب وہ سورج کی پیروی کرے (یعنی اس کی روشنی سے چمکے) اور دن کی قسم جب وہ سورج کو ظاہر کرے (یعنی اسے روشن دکھائے) اور رات کی قسم جب وہ سورج کو (زمین کی ایک سمت سے) ڈھانپ لے اور آسمان کی قسم اور اس (قوت) کی قسم جس نے اسے (اذن الٰہی سے ایک وسیع کائنات کی شکل میں) تعمیر کیا اور زمین کی قسم اور اس (قوت) کی قسم جو اسے (امر الٰہی سے سورج سے کھینچ دور) لے گئی اور انسانی جان کی قسم اور اسے ہمہ پہلو توازن و درستگی دینے والے کی قسم- پھر اس نے اسے اس کی بدکاری اور پرہیزگاری (کی تمیز) سمجھادی- بے شک وہ شخص فلاح پا گیا جس نے اس (نفس) کو (رذائل سے) پاک کر لیا (اور اس میں نیکی کی نشوونما کی) اور بے شک وہ شخص نامراد ہو گیا جس نے اسے (گناہوں میں) ملوث کر لیا (اور نیکی کو دبا دیا)“-

---

[6](تبیان القرآن، ج:1، ص:616) [7](الشمس:1-10)

یہاں اگر مذکورہ آیات مبارکہ میں غور کریں تو قاری پہ نفس کے تزکیے کی اہمیت بالکل واضح ہو جائے گی کہ اللہ عزوجل نے آٹھ قسمیں کھانے کے بعد ارشاد فرمایا:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا o وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا o

محی السنۃ ابو محمد حسین بن مسعود البغوی (رحمۃ اللہ علیہ) ’’تفسیر معالم التنزیل‘‘ میں ’’قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا‘‘ کی تفسیر میں حضرت امام حسن بصری (رضی اللہ عنہ) کا قول مبارک نقل فرماتے ہیں:

مَعْنَاهُ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰى نَفْسَهٗ فَاَصْلَحَهَا وَ حَمَلَهَا عَلٰى طَاعَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ

’’اس کا معنی یہ ہے بے شک وہ شخص کامیاب ہو گیا جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا اور اس کی اصلاح کر لی اور اس کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر آمادہ کر لیا‘‘۔

4- قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى[7]

’’بیشک اس نے فلاح پائی جس نے اپنے آپ کو پاک کر لیا‘‘۔

حافظ ابن کثیر (رحمۃ اللہ علیہ) ’’تفسیر ابن کثیر‘‘ میں ’’قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى‘‘ کے تحت فرماتے ہیں:

اَيْ: طَهَّرَ نَفْسَهٗ مِنَ الْاَخْلَاقِ الرَّذِيْلَةِ

’’یعنی اس نے اپنے نفس کو اخلاقِ رذیلہ سے پاک کر لیا‘‘۔

امام فخر الدین رازی (رحمۃ اللہ علیہ) ’’تفسیر کبیر‘‘ میں اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اِشَارَةٌ اِلٰى تَطْهِيْرِ النَّفْسِ عَنْ كُلِّ مَا لَا يَنْبَغِيْ

’’قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى‘‘ یہ اشارہ ہے نفس کی ہر غیر ضروری چیز سے پاکیزگی کی طرف‘‘۔

5- وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى[8]

’’اور جو شخص اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرتا رہا اور اس نے (اپنے) نفس کو (بری) خواہشات و شہوات سے باز رکھا تو بے شک جنت ہی (اس کا) ٹھکانا ہو گا‘‘۔

نفس کی عموماً چار حالتیں بیان کی جاتی ہیں- ’’امارہ، ملہمہ، لوامہ اور مطمئنہ‘‘ اور ان چاروں کا ذکر قرآن پاک میں مذکور ہے جیسا کہ اللہ پاک کے فرامین مبارکہ ہیں:

1: اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ[9]

’’بے شک نفس تو برائی کا بہت ہی حکم دینے والا ہے سوائے اس کے جس پر میرا رب رحم فرما دے‘‘-

یہ نفس کی خبیث ترین صورت ہے، اس حالت میں اس سے خیر کی توقع نہیں کی جاسکتی- اسی موذی نفس کے بارے میں حضور سلطان العارفین (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں:



’’نفس امارہ کو اس کے اعمال کے مطابق کتے، خنزیر، ریچھ، سانپ، بچھو اور بیل و گدھے سے تشبیہ دی گئی ہے‘‘-[10]

2: فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا

’’پھر اس نے اسے اس کی بدکاری اور پرہیزگاری (کی تمیز) سمجھا دی‘‘-

اس مقام پہ فائز نفس کو ’’ملہمہ‘‘ کا نام دیا جاتا ہے-

3: وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ[11]

’’اور میں قسم کھاتا ہوں (برائیوں پر) ملامت کرنے والے نفس کی‘‘-

4: يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ[12]

’’اے اطمینان پا جانے والے نفس‘‘-

جب نفس اللہ پاک کے ذکر سے اطمینان حاصل کر لیتا ہے تو اللہ پاک نے اس کے اگلے مقامات کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اِرْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً[13]

’’تو اپنے رب کی طرف اس حال میں لوٹ آ کہ تو اس کی رضا کا طالب بھی ہو اور اس کی رضا کا مطلوب بھی (گویا اس کی رضا تیری مطلوب ہو اور تیری رضا اس کی مطلوب)‘‘-

---

[7] (الاعلیٰ:14)
[8] (النازعات:40-41)
[9] (یوسف:53)
[10] (محک الفقر کلاں)
[11] (القیامۃ:2)
[12] (الفجر:27)
[13] (الفجر:28)

جب وہ خوش بخت روح اللہ پاک کی رضا کے حصول کو یقینی بنا لیتی ہے تو اس کے اگلے مقامات کا اللہ پاک نے ان الفاظ میں تذکرہ فرمایا ہے۔

"فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ"[14]

"پس تو میرے (کامل) بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنتِ (قربت و دیدار) میں داخل ہو جا"۔

6: یہ بات ذہن نشین رہے کہ تزکیہ نفس کا سارا دارو مدار اللہ عزوجل کے فضل و کرم پہ ہے، جیسا کہ اللہ پاک کا فرمان مبارک ہے:

"اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ بَلِ اللّٰهُ یُزَكِّیْ مَنْ یَّشَآءُ"[15]

"کیا آپ نے ایسے لوگوں کو نہیں دیکھا جو خود کو پاک ظاہر کرتے ہیں بلکہ اللہ ہی جسے چاہتا ہے پاک فرماتا ہے"۔

ایک اور آیت پاک میں فرمان مبارک ہے:

7: "وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ یُزَكِّیْ مَنْ یَّشَآءُ"[16]

"اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی شخص بھی کبھی (اس گناہ تہمت کے داغ سے) پاک نہ ہو سکتا لیکن اللہ جسے چاہتا ہے پاک فرما دیتا ہے"۔

8: خواہش نفس کی پیروی کا لازمی نتیجہ نورِ بصیرت سے محرومی، قلب و روح کی حقیقت سے دور ہونے اور اللہ پاک کے انوار و تجلیات سے دور ہونے کی صورت میں ہوتا ہے جیسا کہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

"اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ یَّهْدِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ"[17]

"کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی نفسانی خواہش کو معبود بنا رکھا ہے اور اللہ نے اسے علم کے باوجود گمراہ ٹھہرا دیا ہے اور اس کے کان اور اس کے دل پر مُہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا ہے، پھر اُسے اللہ کے بعد کون ہدایت کر سکتا ہے، سو کیا تم نصیحت قبول نہیں کرتے"۔

9: قیامت کے دن اولادِ آدم کی کامیابی کا معیار ان کے قلوب کا تصفیہ اور ان کا غیر ماسوی اللہ سے پاک ہونا ہے جیسا کہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

"یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ"[18] ۝

"جس دن نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے مگر وہ جو اللہ عزوجل کے حضور حاضر ہوا سلامت دل لے کر"۔

10: ناکامی و نامرادی کا طوق گلے میں ڈال کر جہنم کے گڑھوں کا بھی اسے مستحق ٹھہرایا گیا، جنہوں نے خواہشاتِ نفسانیہ کی پیروی کر کے اپنے دلوں کو تصفیہ کی دولت سے محروم رکھا۔ جیسا کہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

"وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِیْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ بِهَا ۖ وَلَهُمْ اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِهَا ۖ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ"[19]

"کثیر تعداد جنوں اور انسانوں کی ایسی ہے جن کا ٹھکانہ جہنم ہوگا انہیں دل عطا کیے ہیں وہ دل کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور ان کی آنکھیں ہیں ان سے دیکھتے نہیں، ان کے کان ہیں ان سے سنتے نہیں وہ جانوروں کی مثل ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں یہی لوگ غافل ہیں"۔

11: دنیا میں انسان اگر دل کا تصفیہ نہ کر سکے اور اس پر اللہ عزوجل کا رنگ چڑھنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہوں کا زنگ چڑھ جائے تو اس کا نتیجہ بھی بروزِ محشر ناکامی کی صورت میں ہوگا جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان مبارک ہے:

"كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۝ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ یَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ"[20]

---

[14](الفجر:29-30)
[15](النساء:49)
[16](النور:21)
[17](الجاثیہ:23)
[18](الشعراء:88-89)
[19](الاعراف:179)
[20](المطففین:14-15)

’’(ایسا) ہر گز نہیں بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ) ان کے دلوں پر ان اعمالِ (بد) کا زنگ چڑھ گیا ہے جو وہ کمایا کرتے تھے (اس لیے آیتیں ان کے دل پر اثر نہیں کرتیں)- حق یہ ہے کہ بے شک اس دن انہیں اپنے رب کے دیدار سے (محروم کرنے کے لیے) پس پردہ کر دیا جائے گا-

تزکیۂ نفس و تصفیۂ قلب احادیث مبارکہ کی روشنی میں:

1: حضرت فضالہ بن عُبید (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حجۃ الوداع کے موقع پہ ارشاد فرمایا:

’’اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِيْ طَاعَةِ اللهِ‘‘[21]

’’مجاہد وہ شخص ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرتا ہے‘‘-

2: ایک مرتبہ حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جہاد سے واپس تشریف لائے تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے ارشاد فرمایا:

’’أَتَيْتُمْ مِنَ الْجِهَادِ الْأَصْغَرِ إِلَى الْجِهَادِ الْأَكْبَرِ‘‘

’’تم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف آئے ہو‘‘

صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! جہاد اکبر کیا چیز ہے؟

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

’’مُجَاهَدَةُ النَّفْسِ‘‘[22] ’’(وہ) نفس کا مجاہدہ کرنا ہے‘‘-

ملا علی قاری (رحمۃ اللہ علیہ) اس حدیث پاک کی شرح میں یوں فرماتے ہیں:

’’(وَالْمُجَاهِدُ) أَيِ الْحَقِيقِيُّ (مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِيْ طَاعَةِ اللهِ) إِذْ هُوَ الْجِهَادُ الْأَكْبَرُ (وَالْمُهَاجِرُ) أَيِ الْكَامِلُ (مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا وَالذُّنُوبَ) أَيْ تَرَكَ الصَّغَائِرَ وَالْكَبَائِرَ‘‘[23]

’’اور حقیقی مجاہد وہ ہوتا ہے جو اللہ عزوجل کی اطاعت میں اپنے نفس سے جہاد کرتا ہے کیونکہ یہ جہاد اکبر ہے اور کامل مہاجر وہ ہے جو خطاؤں اور گناہوں کو چھوڑ دیتا ہے یعنی صغیرہ کبیرہ گناہ ترک کر دیتا ہے‘‘-

ملا علی قاری (رحمۃ اللہ علیہ) جہاد اکبر کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

’’لِأَنَّ النَّفْسَ كَالْمَلِكِ فِي دَاخِلِ الْإِنْسَانِ، وَ عَسْكَرُهُ الرُّوحُ الْحَيَوَانِيَّةُ وَالطَّبِيعِيَّةُ وَالْهَوَى وَالشَّهْوَةُ وَ هِيَ فِي نَفْسِهَا عَمْيَاءُ لَا تُبْصِرُ الْمَهَالِكَ وَلَا تُمَيِّزُ الْخَيْرَ مِنَ الشَّرِّ إِلَى أَنْ يُنَوِّرَ اللهُ بِلَطِيفِ حِكْمَتِهٖ بَصِيرَتَهَا فَتُبْصِرُ الْأَعْدَاءَ وَالْمَعَارِفَ---‘‘



’’کیونکہ نفس باطنی انسان میں بادشاہ کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کا لشکر حیوانی و طبیعی روح، خواہشاتِ نفسانیہ اور شہوت ہیں؛ اور نفس کا حال یہ ہے کہ یہ بالکل اندھا ہوتا ہے اور ہلاکتوں کو نہیں پہچان سکتا اور نہ خیر کی شر سے تمیز کر سکتا ہے یہاں تک اللہ پاک اپنی حکمت کی لطافت سے اس کی بصیرت کو روشن فرما دے تو پھر تو دشمنوں اور معارف کو پہچانے گا----‘‘

’’وَأَمَّا جِهَادُ الْقَلْبِ فَتَصْفِيَتُهٗ وَقَطْعُ تَعَلُّقِهٖ عَنِ الْأَغْيَارِ، وَجِهَادُ الرُّوحِ بِإِفْنَاءِ الْوُجُودِ فِيْ وُجُودِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ‘‘[24]

’’اور جہاں تک قلبی جہاد کا تعلق ہے تو دل کا تصفیہ اور اس کو ماسوی اللہ سے پاک کرنا ہے اور روح کا جہاد وجود کو اللہ عزوجل واحد قہار کے (شایانِ شان) وجود میں فناء کرنا ہے‘‘-

3: حضرت محمد بن کعب (رضی اللہ عنہ) روایت بیان فرماتے ہیں:

’’إِذَا أَرَادَ اللهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا فَقَّهَهٗ فِي الدِّينِ، وَزَهَّدَهٗ فِي الدُّنْيَا، وَبَصَّرَهٗ عُيُوبَهٗ فَمَنْ أُوتِيَ هٰذَا فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ‘‘[25]

---

[21] (مسند احمد، مسند فضالۃ بن عبید الانصاریؓ)

[22] (شرح صحیح بخاری لابن بطال، باب من جاهد نفسه في طاعة الله)

[23] (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الایمان)

[24] (ایضاً)

[25] (مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفرائض)

"جب اللہ پاک کسی بندے کے بارے میں بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کو دین کی فہم عطا فرماتا ہے- دنیا میں زہد عطا فرماتا ہے اور اسے اپنے عیوب پہ مطلع فرماتا ہے- پس جس (خوش قسمت) کو یہ چیزیں عطا کی گئی اس کو دنیا اور آخرت کی بھلائی عطا کی گئی"-

4: جن لوگوں کو اللہ پاک اپنے عیوب پہ مطلع فرماتا ہے اور وہ اپنے آپ مجاہدہ نفس کی بھٹی سے اپنے آپ کو گزار لیتے ہیں اور اپنے آپ کو نفسِ مطمئنہ کے مقام پہ فائز کر لیتے ہیں- ان کی حالت حدیث مبارک میں یوں بیان کی گئی ہے-

حضرت حارث بن مالک انصاری (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ:

"ایک مرتبہ وہ حضور نبی کریم (ﷺ) کے پاس سے گزرے تو آپ (ﷺ) نے فرمایا: اے حارث! تو نے کیسے صبح کی؟

انہوں نے عرض کیا: میں نے سچے مومن کی طرح یعنی (حقیقت ایمان کے ساتھ) صبح کی

آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: اے حارث! دیکھ تو کیا کہہ رہا ہے؟" حضور نبی کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: یقیناً ہر ایک شے کی کوئی نہ کوئی حقیقت ہوتی ہے سو تمہارے ایمان کی کیا حقیقت ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) میرا نفس دنیا سے بے رغبت ہو گیا ہے اور اسی وجہ سے اپنی راتوں میں بیدار اور دن میں (دیدارِ الٰہی کی طلب میں) پیاسا رہتا ہوں اور حالت یہ ہے گویا میں اپنے رب کے عرش کو سامنے دیکھ رہا ہوں اور گویا کہ مَیں جنت میں اہلِ جنت کو ایک دوسرے سے ملتے ہوئے دیکھ رہا ہوں اور گویا کہ مَیں، دوزخ میں، دوزخیوں کو تکلیف سے چلاتے دیکھ رہا ہوں"-

"حضور نبی کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

یَا حَارِثُ عَرَفْتَ فَالْزَمْ ثَلَاثًا[26]

"اے حارث! تو نے (حقیقت ایمان کو) پہچان لیا، اب (اس سے) چمٹ جا- یہ کلمہ آپ (ﷺ) نے تین مرتبہ فرمایا"-

5: صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کا یہ معمول مبارک تھا کہ سیدی رسول اللہ (ﷺ) کی نگاہِ ناز و رفاقت مبارک سے جو تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب نصیب ہوا وہ اس کو متاعِ بے بہا سمجھ کر دنیا کی ہر چیز پہ اس کو فوقیت دیتے اور نہ صرف اس کی حفاظت کرتے بلکہ ہر لمحہ اس میں اضافے کے خواہش مند رہتے- جیسا کہ روایت مبارک میں ہے:

"ایک دن حضرت حنظلہ (رضی اللہ عنہ) ایک خاص احتسابی کیفیت میں سوچتے سوچتے رونے لگے اور اسی حالت میں سیدنا حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے پاس سے گزرے تو رو رہے تھے تو حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اے حنظلہ! تمہیں کیا ہوا؟ حضرت حنظلہ (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: "اے ابو بکر! حنظلہ منافق ہو گیا ہے"-

حضرت حنظلہ (رضی اللہ عنہ) بیان فرماتے ہیں ہم نبی کریم (ﷺ) کی مجلس مبارک میں ہوتے ہیں اور آپ (ﷺ) ہم سے دوزخ و جنت کا ذکر فرماتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں پھر جب ہم اپنی حرم اور مال واسباب کی طرف لوٹتے ہیں تو اکثر باتیں بھول جاتے ہیں- حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے یہ ساری بات سن کر فرمایا! اللہ کی قسم! میرا بھی یہی حال ہے- (آؤ) میرے ساتھ حضور نبی کریم (ﷺ) کے پاس چلو-

حضرت حنظلہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں پس ہم دونوں حضور رسالت مآب (ﷺ) کی بارگاہ مبارک میں چلے گئے جب رسول اللہ (ﷺ) نے اپنے غلام کو دیکھا تو ارشاد فرمایا: اے (میرے) حنظلہ تجھے کیا ہوا؟

حضرت حنظلہ (رضی اللہ عنہ) نے عرض کی "یا رسول اللہ (ﷺ)! حنظلہ منافق ہو گیا"-

(اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے عرض کرتے ہیں)

"یا رسول اللہ (ﷺ)! جب ہم آپ (ﷺ) کے پاس ہوتے ہیں اور آپ (ﷺ) ہمیں وعظ و نصیحت میں جنت و دوزخ کا ذکر فرماتے ہیں (ایسا معلوم ہوتا

[26] (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث:3289)

ہے) گویا کہ ان دونوں کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور جب ہم واپس لوٹتے ہیں اور بیویوں اور مال و اسباب میں مصروفیت کی وجہ سے بہت کچھ بھول جاتے ہیں (تو وہ کیفیت باقی نہیں رہتی)‘‘-

حضرت حنظلہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں (کہ آقا کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے میری ساری بات تفصیل سے سنی اور پھر) ارشاد فرمایا:

’’لَوْ تَدُوْمُوْنَ عَلَى الْحَالِ الَّذِيْ تَقُوْمُوْنَ بِهَا مِنْ عِنْدِيْ لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ فِيْ مَجَالِسِكُمْ وَفِيْ طُرُقِكُمْ وَعَلٰى فُرُشِكُمْ وَلٰكِنْ يَا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَّسَاعَةً‘‘[27]

’’اگر تم اسی حال پر باقی رہو جس حال میں میرے پاس ہوتے ہو تو فرشتے تمہاری مجلسوں، بستروں اور راستوں میں تم سے ہاتھ ملائیں لیکن اے حنظلہ! وقت وقت کی بات ہے‘‘-

6: انسانی بدن میں دل کو اہم مقام حاصل ہے اس کے تصفیہ پہ پورے بدن کی اصلاح کا دار و مدار ہے جیسا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

’’أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً. إِذَا صَلَحَتْ، صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ، فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ. أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ‘‘[28]

’’خبردار جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے اگر وہ صحیح ہے تو سارا جسم صحیح ہے اور اگر وہ فاسد تو سارا جسم فاسد ہے خبردار وہ دل ہے‘‘-

7: ایک مقام پہ سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دل کے تصفیہ کی طرف رہنمائی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

’’حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

’’لِكُلِّ شَيْءٍ صِقَالَةٌ وَصِقَالَةُ الْقُلُوْبِ ذِكْرُ اللهِ‘‘

’’ہر چیز کو صاف کرنے والا کوئی نہ کوئی آلہ ہوتا ہے اور دلوں کو صیقل کرنے کے لیے اللہ پاک کا ذکر ہے‘‘-

اس حدیث مبارک کی تشریح میں ملا علی قاری (رحمۃ اللہ علیہ) رقم طراز ہیں کہ:

’’ہر چیز جب اس پہ زنگ چڑھ جائے تو اس کو حقیقی یا مجازی طور پر صیقل یعنی روشن، صاف، اس کا تزکیہ اور تصفیہ کرنے کیلیے امام ابن حجر عسقلانی (رحمۃ اللہ علیہ) کے مطابق کوئی آلہ ہوگا جس کے ذریعے اس کا زنگ اترے گا اور اس کی میل کچیل دور ہوگی- دلوں کو صیقل کرنے کیلیے اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے کیونکہ دل سے اللہ عزوجل کے ذکر کے ذریعے اغیار کا غبار اترتا ہے اور دل (انوار الٰہیہ) کے آثار کا مطالعہ کرنے کا آئینہ بن جاتا ہے‘‘-[29]

تزکیہ نفس و تصفیہ قلب تعلیمات حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) کی روشنی میں:

حضور سلطان العارفین (رحمۃ اللہ علیہ) کے اقوال مبارکہ سے پہلے آپؒ کے مرشد اکمل محبوب سبحانی، قطب ربانی، شہبازِ لامکانی سیدنا الشیخ عبد القادر جیلانی (رضی اللہ عنہ) کا نفوس کی انہی کیفیات کے بارے میں نہایت جامع و مانع قول مقدس نقل کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں- آپ (رضی اللہ عنہ) ارشاد فرماتے ہیں:

’’ایک مرتبہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بعض صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے ارشاد فرمایا:

’’أَعْدٰى أَعْدَاءِ كَ نَفْسُكَ الَّتِيْ بَيْنَ جَنْبَيْكَ‘‘

’’تمہارا سب سے بڑا دشمن تمہارا نفس ہے جو تمہارے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے‘‘-

’’تم اس وقت تک اللہ عزوجل کی محبت نہیں جیت سکتے جب تک کہ اپنے اندرونی دشمنوں نفس امارہ، نفس لوامہ، نفس ملہمہ کو زیر نہیں کر لیتے اور تمہارا وجود اخلاقِ ذمیمہ وبہیمہ مثلاً زیادہ کھانے پینے، زیادہ سونے اور لغویات وغیرہ کی محبت اور عاداتِ وحشیانہ مثلاً قہر و غضب، گالی گلوچ اور مار پیٹ وغیرہ اور اخلاقِ شیطانیہ مثلاً کبر و عجب و حسد و کینہ اور ان جیسی دیگر بدنی و قلبی آفات سے پاک نہیں ہو جاتا‘‘-[30]

---

[27] (سنن الترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ)

[28] (صحیح مسلم، کتاب المساقات)

[29] (مرقاۃ المفاتیح، باب: ذکر اللہ عزوجلّ والتقرب إلیہ)

[30] (سر الاسرار)

حضرت سلطان باھوؒ (رحمۃ اللہ علیہ) اصلاحِ نفس کے بارے میں فرماتے ہیں:

راحتی گر خویش خواہی نفس را گردن بزن
گر وصالِ حق بخواہی بگزر ز فرزند و زن[31]

"اگر تُو آسودگی چاہتا ہے تو نفس کی گردن مار دے اور اگر تُو وصالِ حق چاہتا ہے تو بیوی بچوں کا خیال دل سے نکال دے"۔

آپؒ طالب کو نصیحت فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"طالب اللہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر دم، ہر گھڑی اور ہر وقت نفس کی مخالفت کرتا رہے اور کسی وقت بھی اُس سے غافل نہ رہے کہ نفس کافر ہے، اُس سے ہر حال میں دشمنی و جنگ جاری رکھے خواہ حالتِ خواب میں ہو یا بیداری میں، مستی میں ہو یا ہوشیاری میں کہ یہ چور دشمن جان ہے اور راہِ حق کا راہزن زیاں کار ہے، اِس کو اطمینان سے نہ رہنے دے"۔[32]

اوپر جس طرح قرآن پاک کی تعلیمات کی رو سے نفس کی چار بنیادی اقسام کا ذکر کیا گیا- آپ (رحمۃ اللہ علیہ) نے نفس کی اقسام کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"نفس دو قسم کا ہے جس طرح کہ آدمی کا وجود دو قسم کا ہوتا ہے یعنی وجودِ لطیف اور وجودِ کثیف- وجودِ کثیف اُن لوگوں کا ہے جن کا نفس امارہ یا لوامہ یا ملہمہ ہے- امارہ راہزن شیطان کا نام ہے، اُس کے تابع لوامہ ہے اور لوامہ کے تابع ملہمہ ہے- اِن تینوں کا ایک دوسرے سے اتفاق ہے وجودِ لطیف اُن لوگوں کا ہے جن کا نفس مطمئنہ ہے اور مطمئنہ اُسے کہتے ہیں جو ظاہر باطن میں اطاعت گزار ہو"۔[33]

آپ (رحمۃ اللہ علیہ) کی تعلیمات کے مطابق مرشد کامل کا کام ہی سیدنا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سنت مبارکہ پہ عمل ہو کر طالبانِ مولیٰ کے نفوس کا تزکیہ، قلوب کا تصفیہ اور ارواح کو جلا بخشنا ہے جیسا کہ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

"مرشد پہلے ہی روز تصور اسم اللہ ذات کی حاضرات سے طالب کے نفس کا تزکیہ، قلب کا تصفیہ اور رُوح و سِرّ کا تجلیہ کر کے نفس و قلب و رُوح و سِرّ کو مطلق نور کر دیتا ہے"۔[34]

جو شخص اسم اللہ ذات کی برکت سے صاحبِ نور ہو جاتا ہے تو اس کے مقام و مرتبے کی وضاحت آپ (رحمۃ اللہ علیہ) یوں فرماتے ہیں:

"پس معلوم ہوا کہ صاحبِ نور کو تزکیۂ نفس حاصل ہوتا ہے اور وہ نفس مطمئنہ بن کر نور ہو جاتا ہے، اُس کا قلب تصفیہ حاصل کر کے نور ہو جاتا ہے، اُس کی روح متجلی ہو کر نور



ہو جاتی ہے اور اُس کا سِرّ اسرارِ ربانی کا مشاہدہ نما ہو جاتا ہے- قربِ خدا کی بدولت اُس کا تجلیہ ہو جاتا ہے- سر سے لے کر قدم تک وہ شخص صاحبِ نور ہوتا ہے کہ جس سے کارِ ناشائستہ سرزد نہیں ہوتے جو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا منظورِ نظر ہوتا ہے اور جسے مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی دائمی حضوری حاصل ہوتی ہے"۔[35]

جب طالب مرشد کامل سے "اسم اللہ ذات" کی دولتِ جاودانی حاصل کر لیتا ہے تو اس کی برکت سے جو کیفیت نصیب ہوتی ہے اس کے متعلق آپؒ ارشاد فرماتے ہیں:

"جان لے کہ تصورِ اسم اللہ ذات سے نفس تزکیہ حاصل کر کے صفاتِ مطمئنہ سے متصف ہو جاتا ہے اور دل صفائی پکڑتا ہے دل صفائی پا کر تجلیۂ روح حاصل کرتا ہے اور تجلیۂ روح تجلیۂ سِرّ حاصل کرتی ہے- جب یہ چاروں (نفس، قلب، روح، سِرّ) باہم متفق ہو کر ایک ہو جاتے ہیں تو صاحبِ نفس اپنے نفس پر غالب و حاکم ہو جاتا ہے- یہ مراتب فنا فی اللہ فقیر کے ہیں- فرمانِ حق تعالیٰ ہے: "اور وہ داخل ہوا اپنی جنت میں اپنے نفس کو مغلوب کر کے"۔[36]

مزید ارشاد فرمایا:

---

[31] (عین الفقر، باب چہارم)

[32] (ایضاً)

[33] (ایضاً)

[34] (کلید التوحید (کلاں))

[35] (ایضاً)

[36] (نور دمجالسۃ النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم))

"اسی طرح طالب اللہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے دماغ میں تصورِ اسم اللہ اور تصورِ اسم محمد (ﷺ) سے تصرف کرے تاکہ اُس کے مغز میں ذکرِ روح و ذکرِ سِرّ کی تپش سے ایسی آگ بھڑکے جو اُسے خلافِ نفس و خلافِ زن و خلافِ دنیا و خلافِ شیطان کر دے۔ جب ان چاروں کی مخالفت سے طالب کا وجود آراستہ ہو جاتا ہے تو نفس کا تزکیہ ہو جاتا ہے، نفس سے متصل قلب کا تصفیہ ہو جاتا ہے، قلب سے متصل روح کا تجلیہ ہو جاتا ہے اور روح سے متصل سِرّ کا تخلیہ ہو جاتا ہے"۔[37]

نفوس کا تزکیہ کن لوگوں کو حاصل ہوتا ہے۔اس کی وضاحت آپ (رحمۃ اللہ علیہ) یوں فرماتے ہیں:

"جو شخص دنیا میں مست مردہ دل لوگوں سے علیحدگی اختیار کرتا ہے اُس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور نفس قطعی مر جاتا ہے۔یوں اُس کے نفس کا مرنا اور قتل ہونا اُسے سکون و قرار بخشتا ہے کہ اس سے اُسے شرک و کفر و کبر و خصائل بد سے نجات مل جاتی ہے۔گویا نفس کی موت اور اعمالِ صالحہ سے اُسے تزکیہ حاصل ہوتا ہے اور وہ لذاتِ دنیا اور اہلِ دنیا کے میل جول سے توبہ کر لیتا ہے، مصفا قلوب اور مقدس ارواح سے اُنس رکھتا ہے اور عبادت و معرفتِ الٰہی میں محو ہو کر نفس مطمئنہ حاصل کر لیتا ہے"۔

آپؒ ایک اور مقام پہ رقمطراز ہیں:

"آدمی کو تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب، تجلیہ روح اور تخلیۂ سِرّ علم سے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا چاہے ہزاراں ہزار و بے شمار علمی کتابیں پڑھ لی جائیں۔ پس اے صاحبِ فضیلت عالم! (اگر قربِ ربانی کا خواہاں ہے تو) تو راہِ وسیلت اختیار کر۔

مرد مرشد را طلب کُن راہبر
تا دہد از حق ترا کُلّی خبر[38]

"اپنی راہنمائی کے لئے کسی مردِ مرشد کو تلاش کر تاکہ وہ تجھے راہِ حق کی ہر خبر سے آگاہی بخشے"۔

خلاصہ کلام:

اللہ عزوجل کے ہر مقرب بندے نے حضور رسالت مآب (ﷺ) کی سنت مبارک "تَنَامُ عَيْنِي وَلَا يَنَامُ قَلْبِي"[39] پہ عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنے دلوں کو اللہ عزوجل کے ذکر سے جگمگایا۔علامہ محمد اقبال (رحمۃ اللہ علیہ) اپنے کلام میں عشق اور اثر انگیزی کی حقیقت بیان کرتے ہوئے ایک مقام پہ ارشاد فرمایا:

شوق مری لے میں ہے، شوق مری نے میں ہے
نغمہ "اللہ ھو" میرے رگ و پے میں ہے

اس لیے جو یہ چاہتا ہے کہ اللہ پاک کے قرب و وصال کی منازل کو پائے اسے چاہیے کہ "اَلرَّفِيْقُ ثُمَّ الطَّرِيْق" پہ عمل پیرا ہو کر سب سے مرشد کامل کے زیر نگرانی راہ فقر اختیار کرے اور دل کا اللہ عزوجل کے ذکر مبارک سے تصفیہ کرے۔تاکہ ہمارے قلوب و اذہان اللہ عزوجل و عشق مصطفےٰ (ﷺ) کے محور و مرکز بن سکیں۔



آج میرے مرشد کریم حضور جانشین سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد علی (مدظلہ الاقدس) کی تمام مساعی جمیلہ کی غایت اولیٰ بھی یہی ہے کہ اپنی خدمت میں حاضر ہونے والوں کو اسم اللہ ذات عطا فرما کر نفوس کا تزکیہ اور قلوب کا تصفیہ کر کے اللہ عزوجل کے عرفان اور قرب و وصال سے بہرہ ور کیا جائے اور پیغام محمدی (ﷺ) ہر خاص و عام تک پہنچایا جائے۔اس مشن اور مقصد کی تکمیل کیلیے جہاں سال بھر مختلف اوقات میں سالانہ اجتماعات کا انعقاد کیا جاتا ہے وہاں اصلاحی جماعت مبلغین اور کارکنان اس دعوت کو عوام الناس تک پہنچانے میں کوشاں رہتے ہیں۔

یا الٰہی دل کی یہ آرزو ہے اگر منظور ہو جائے
اسم اللہ سے ہر مومن کا دل پر نور ہو جائے

☆☆☆

[37] (محک الفقر (کلاں))
[38] (ایضاً)
[39] (میری آنکھ سوتی ہے، دل نہیں سوتا۔ (صحیح بخاری))



خراباتِ حافظ سے ایک جام

(حصہ ہفتم)



ملک نور حیات خان

حافظ شیرازی (رحمتہ اللہ علیہ) اپنی زندگی میں کئی مراحل سے گزرے ہیں انہوں نے شراب خانوں میں رندانِ قدح خوار کے جمگھٹے بھی دیکھے اور گلستانِ مصلیٰ (ایک جگہ کا نام) کی فرحت افزا ہواؤں کا لطف بھی اٹھایا- آب رکنا باد (ایک نہر کا نام) کی دلفریب لہروں کا نظارہ بھی کیا اور اہلِ شیراز کی ناقدر شناسی سے دل برداشتہ ہو کر کئی دفعہ رَختِ سفر بھی باندھا- یہی وجہ ہے کہ ان کو ہر قسم کی کیفیات کو صداقت، جذبہ اور برجستگی سے غزل کی صورت میں پیش کر دینے میں کمال حاصل تھا- ان کے کلام میں حقیقت اور مجاز کی ہم آہنگی کا جو حسین رنگ و روپ پایا جاتا ہے اس کو ایک جھلک ان کے اس شعر میں بھی نمایاں ہے: فرماتے ہیں:

حدیث از مطرب و مئے گو، و راز دہر کمتر جو
کہ کس نہ کشود و نہ کشاید، بہ حکمت این معمارا

”شراب اور گانے والوں کی بات کر اور زمانے کا راز نہ ڈھونڈ، کیونکہ دانائی کے ذریعہ کسی نے یہ معما کھولا اور نہ کھول سکے گا“-

اس شعر میں حافظ شیرازی (رحمتہ اللہ علیہ) نے ”روزِ الست“ کا منظر پیش کیا ہے کہ ازل میں جب حق تعالیٰ تنہائی وحدت کے پردے سے باہر جلوہ افروز ہو کر تمام ارواح سے مخاطب تھا، تو اس دیدارِ الٰہی کی لذت کو شراب قرار دیا ہے اور تمام ارواح صف بستہ ہم آواز ہو کر ”قالو بلیٰ“ کا اقرار کر رہے تھے تو ان ارواح کو مطرب یعنی ”قالو بلیٰ“ کا نغمہ الاپنے والوں سے تشبیہ دی ہے- حافظ شیرازی (رحمتہ اللہ علیہ) اس شعر میں بیک وقت دو اہم عارفانہ نکات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں-

اول یہ کہ روزِ الست والے اس دیدارِ الٰہی کے لطف و سرور میں سرشار ہو کر ہر وقت یادِ الٰہی میں مشغول رہنا چاہیے اور ایک پل کے لئے بھی غافل نہیں ہونا چاہیے- کیونکہ بندہ جب حق تعالیٰ کے بحرِ توحید میں غوطہ زن ہو جاتا ہے تو بندہ اپنے اندر ایک ایسا سرور محسوس کرتا ہے جو نا قابلِ بیان ہوتا ہے- اس حقیقت کی تصدیق خود حق تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرما دی ہے:

”اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ“[1] ”خبردار! اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے“-

کیونکہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے اس طرح مطمئن ہوتے ہیں گویا ان کی چشمِ باطن نے جمالِ محبوبِ حقیقی کا مشاہدہ کر لیا ہے اور وہی ان کی تمام منازل کا منتہیٰ ہے-

علاوہ ازیں حافظ شیرازی (رحمتہ اللہ علیہ) دوسرا نکتہ یہ سمجھا رہے ہیں کہ علم و حکمت اور عقل و دانش ہمیشہ معرفتِ الٰہی کے حصول میں ناکام رہے کیونکہ ان کا تعلق مادی دنیا سے ہوتا ہے اور دنیا ہمیشہ راہِ خدا میں سب سے بڑی رکاوٹ کا سبب ہوتی ہے- تلقینِ باطنی کے بغیر ظاہری علوم کی ہزاروں کتابیں پڑھ لینا معرفتِ الٰہی کے لئے بے سود ہوتی ہیں کیونکہ اصل علم تو وہ ہے جو مکتبِ عشق سے حاصل کیا جاتا ہے-

---

[1](الرعد:28)

ظاہری علم استاد اور کتابوں کے ذریعہ حاصل کیا جاتا ہے۔ مگر عاشق فقرا وبراہ راست حق تعالیٰ سے علم حاصل کرتے ہیں جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا[1] "اور ہم نے اس کو اپنی طرف سے خاص علم عطا کیا"۔

اس علم لدنی کا تعلق عقل سے نہیں بلکہ عشق کے ساتھ ہوتا ہے عقل اور عشق میں لامتناہی فرق ہے جب کبھی حق کا معاملہ آتا ہے تو عقل مصلحتوں کی سوچ بچار میں اُلجھی رہتی ہے اور عشق سب کچھ بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عقل بے مقام اور بے مرتبہ ہے۔ حضرت علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے:

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

جس طرح حافظ شیرازی نے روزِ الست والی لذت دیدار کے نشہ میں ہر وقت یادِ الٰہی میں مشغول رہنے کے متعلق اظہار خیال ہے اسی طرح سلطان العارفین حضرت سلطان باھو (قدس اللہ سرہٗ) اپنے پنجابی کلام ابیات باھو میں اپنے منفرد عارفانہ انداز میں فرماتے ہیں:

الست بربکم سُنیا دل میرے نت قالوا بلیٰ کوکیندی ھو



یعنی ازل کے روز میرے دل نے "الست بربکم" سنا تو اس وقت سے میری روح "قالو بلیٰ" پکار رہی ہے اور ایک پل کے لئے بھی فارغ نہیں یہ صورت حال ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں بلکہ عاشق فقراء کے لئے مخصوص ہے کیونکہ ارواح صافیہ اور نفوس طیبہ اپنے محبوب حقیقی کی یاد سے ہی دل کا سکون اور روح کا قرار حاصل کرتے ہیں اور لذاتِ دنیا کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ کیونکہ عشق وہ حقیقت ہے جس کا تسلط طالب کے مکمل جسم و جان پر ہوتا ہے اور "الست بربکم" اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ ارواح کی خوراک انوارِ الٰہی کا مشاہدہ ہوتی ہے۔

الست بربکم کی آواز پر ہمیشہ کے لئے "قالو بلیٰ" کے نغمہ میں مدہوش رہنے والے طالبانِ صادق کا مقصودِ حیات صرف عرفانِ حق تعالیٰ ہوتا ہے۔ اس لئے ان پر منزل اور مقام حرام ہوتا ہے انہوں نے ازل سے ابد تک جامہ احرام باندھا ہوتا ہے اور انوارِ حق تعالیٰ کا دیدار ہی ان کا حج ہوتا ہے۔ سلطان العارفین حضرت سلطان باھو قدس اللہ سرہٗ اپنی مشہور زمانہ تصنیف "امیر الکونین" میں فرماتے ہیں کہ:

"جو فقیر عالم عارف باللہ، اولیاء اللہ، تلمیذ الرحمٰن ہوتا ہے وہ نفس اور شیطان پر غالب ہوتا ہے"۔

کیونکہ حق تعالیٰ کے فضل و کرم کا وعدہ ہر وقت اس کے پیش نظر رہتا ہے اور اپنے محبوب حقیقی کے نورِ مقدس کی ایک جھلک پھر سے دیکھنے کے لئے منتظر اور بے تاب رہتا ہے اس ضمن میں حضرت فرید الدین عطار نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:

چون به گوش جان رسد بانگ الست
از بلیٰ گفتن، مکن کوتاه دست

"جب الست کی آواز تمہارے کان میں پہنچے تو بلیٰ (ہاں) کہنے میں ایک لمحہ بھی سستی نہ کرو"۔

☆☆☆

[1] (الکہف:65)



یہ مرشدِ کامل ہی کی شان ہے کہ وہ تصورِ اسم اللہ ذات سے میدانِ دل کھول کر طالب اللہ کو دکھا دیتا ہے۔ ایسی فتوحات کی چابی کلمہ طیب "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" ہے۔ اِس کے بعد طالب اللہ "اسمِ اَللّٰہُ" اور "اسمِ مُحَمَّدٌ (ﷺ)" کو اپنے تصور میں لائے اور اِن دونوں اسمائے پاک پر نظر جمائے۔ اس کے بعد دریائے توحید میں غوطہ لگائے اور غلباتِ ذکر اللہ میں غرق ہو کر اِس آیتِ کریمہ کے مطابق خود سے بے خود ہو جائے: "اور اپنے ربّ کا ذکر کر اس شان سے کہ تجھے اپنی بھی خبر نہ رہے"۔ دونوں اسمائے مبارک یہ ہیں۔



اَللّٰہُ   مُحَمَّدٌ

جان لے کہ اساسِ معرفت، معراجِ محبت، ملاقاتِ روحانی، قربِ اللہ حضوری، مشاہداتِ اسرارِ ربانی، مراتبِ فقر فنا فی اللہ بقا باللہ، ابتدا و انتہائے توحیدِ سبحانی اور تصور، تفکر، تصرف، توجہ اور توکل کے تمام مراتب صاحبِ مشق تصورِ اسم اللہ ذات کو حاصل ہوتے ہیں کہ جب تفکر کی انگلی سے دل پر نقش اسم اللہ ذات کو بار بار لکھنے کی مشق کی جاتی ہے تو ذکرِ حضور و کلماتِ ربانی و الہام مذکور حضور کے ہر طرح کے علوم منکشف ہو جاتے ہیں، مثلاً "وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا" [1] کا علم، "اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ﴿۱﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ﴿۲﴾ اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ ﴿۳﴾ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ﴿۴﴾ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ" [2] کا علم، "اَلرَّحْمٰنُ ﴿۱﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ﴿۲﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ﴿۳﴾ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ ﴿۴﴾" [3] کا علم، "وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ" [4] کا علم، "اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً" [5] کا علم، و

---

[1] "آدم علیہ السلام کو تمام اسما کا علم سکھایا گیا"۔

[2] "پڑھ اپنے رب کے نام سے کہ جس نے عالمِ خلق کو پیدا کیا، جس نے پیدا کیا انسان کو خون کی پھٹک سے، پڑھ! اور تیرا رب ہی سب سے زیادہ عزت والا ہے، وہ رب کہ جس نے قلم سے لکھنا سکھایا، اُس نے انسان کو وہ علم سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا"۔

[3] "وہ رحمان ہے، جس نے قرآن سکھایا، انسان کو پیدا کیا اور اُسے بیان کرنا سکھایا"۔

[4] "اور بے شک ہم نے اولادِ آدم کو صاحبِ عزت بنایا"۔

[5] بے شک مَیں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

اذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا"[6] کا علم اور "وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى"[7] کا علم وغیرہ۔ یہ سب علوم اسم اللہ ذات سے کھل جاتے ہیں۔ علم بھی دو قسم کا ہے، ایک علم معاملہ ہے اور دوسرا علم مکاشفہ۔ علم مکاشفہ سے معرفتِ الٰہی منکشف ہوتی ہے اور علم معاملہ؟ علم معاملہ علم مکاشفہ ہی میں آجاتا ہے کیونکہ مشقِ تصورِ اسم اللہ ذات سے تمام علوم کی کتب الاکتاب صاحبِ تصور کے سامنے کھل جاتی ہے اور ظاہر باطن کے تمام علوم کلماتِ حق کی صورت میں اُس پر کھل جاتے ہیں۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے: "محبوب! آپ (ﷺ) فرمادیں کہ اگر سمندر کلمات ربانی لکھنے کے لئے سیاہی بن جائیں تو بے شک سمندر ختم ہو جائیں گے مگر کلماتِ ربانی ختم ہونے میں نہیں آئیں گے چاہے ہم اِن جیسے مزید سمندر بھی اُن کی مدد کو لے آئیں"۔

مشقِ تصورِ اسم اللہ ذات کے علم سے نفس کو پاکیزگی، قلب کو صفائی اور روح و سِرّ کو جلا حاصل ہوتی ہے۔ جو شخص اِس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے اُس کا قالب لباسِ قلب پہن لیتا ہے، قلب لباسِ روح پہن لیتا ہے اور روح لباسِ سِرّ پہن لیتی ہے۔ جب قالب و قلب و روح و سِرّ ایک ہو جاتے ہیں تو اُس کے وجود سے صفاتِ بد کا خاتمہ ہو جاتا ہے، ظاہری حواسِ خمسہ بند ہو جاتے ہیں اور حواسِ باطن کھل جاتے ہیں اور اُس کے دل میں "وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ"[8] کا علم کھل جاتا ہے۔ جس وقت حضرت آدم علیہ السلام کے وجودِ معظم میں روحِ اعظم داخل ہوئی تو سب سے پہلے اُس نے کہا "اَللّٰهُ" کہ اسم "اَللّٰهُ" کہنے سے اللہ اور بندے کے درمیان سے قیامت تک کے تمام حجابات اُٹھ جاتے ہیں لیکن اِس کے باوجود بندہ اسم "اَللّٰهُ" کی کنہ تک نہیں پہنچ سکتا۔

بیت: "تجھے جو کچھ چاہیے اسم اللہ ذات سے حاصل کر۔ صرف اسم اللہ ذات ہی نے آخر تک تیرا ساتھ نبھانا ہے"۔

جو فقیر علمِ ظاہر سے دوستی نہیں رکھتا وہ باطن میں مجلسِ انبیاء میں جگہ نہیں پاتا بلکہ مجلسِ انبیاء سے خارج ہی رہتا ہے۔ اِسی طرح جو عالم ظاہر باطن میں فقیرِ کامل سے معرفتِ الٰہی اور ذکرِ "اَللّٰهُ" طلب نہیں کرتا وہ معرفتِ الٰہی سے محروم ہی رہتا ہے کیونکہ طلبِ الٰہی کے بغیر دل سے دنیا کی محبت نہیں جاتی اور نہ ہی تصورِ اسم اللہ ذات کے بغیر دل سے سیاہی و کدورت و زنگار اور خطراتِ شرک و کفر کی نجاست دور ہوتی ہے۔

بیت: "اپنے دل کو نجاستِ خطرات سے پاک کر لے تاکہ تجھے وحدتِ حق نصیب ہو"۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: "بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو دیکھتا ہے نہ تمہارے اعمال کو بلکہ اُس کی نظر تمہارے دلوں اور تمہاری نیتوں پر رہتی ہے"۔ مشقِ تصورِ اسم اللہ ذات سے دل اِس طرح زندہ ہو جاتا ہے جس طرح کہ بارانِ رحمت سے خشک گھاس اور خشک زمین زندہ ہو جاتی ہے اور زمین سے سبزہ اُگ آتا ہے۔ تصورِ اسم اللہ ذات کی کثرت سے وجود کے ہر ایک بال کی زبان پر "یَا اَللّٰهُ، یَا اَللّٰهُ" کا وِرد شروع ہو جاتا ہے۔ تصورِ اسم اللہ ذات صاحبِ تصور کے لئے زندگی بھر شیطان اور اُس کے چیلوں کے شر سے محفوظ پناہ گاہ بن جاتا ہے۔ صاحبِ مشقِ تصورِ اسم اللہ ذات آتشِ دوزخ سے نجات پا جاتا ہے اور اُس کی قبر اُس کے لئے خلوت خانہ و خوابگاہِ نوم العروس بن جاتی ہے، منکر نکیر اُسے دیکھ کر آداب بجالاتے ہیں اور خاموش ہو کر حیرت سے اُسے تکتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں: "آفرین ہے تم پر، تمہارا آنا مبارک"۔

جاری ہے

---

[6] اور ذکر کرو اپنے رب کے نام کا اور سب سے الگ ہو کر اُسی کے ہو رہو۔

[7] اور اُس نے ذکر کیا اپنے رب کے نام کا اور نماز پڑھی۔

[8] اور مَیں نے اُس میں اپنی روح پھونکی۔

ABYAT-E-BAHOO

ابیاتِ باھوؒ



صورت نفس امارہ دی کوئی کتا گُلّر کالا ھو
کوکے نوکے لہو پیوے منگے چرب نوالا ھو
کھبے پاسوں اندر بیٹھا دل دے نال سنبھالا ھو
ایہہ بدبخت ہے وڈا ظالم باھوؒ کرسی اللہ تالا ھو

The features of *nafs aamara* is, it is a black puppy dog Hoo
He barks and makes noise, drinks blood and demands delicious food Hoo
He sits in the left side comfortably next to the heart Hoo
Allah will secure us 'Bahoo' from this ill fated is big tormenter Hoo

Sorat nafs ammara di koi kutta gullar kala Hoo
Kookay nookay laho peway mangay charab nawala Hoo
Khabbay passo'N andar baitha dil day nal sambhala Hoo
Aeh bad bakht ha wadda zalim 'Bahoo' kursi Allah Tala Hoo

Translated by: M. A. Khan

تشریح:

گر نفس گرسنہ شود سگ میشود   گر شکم پر شود خر میشود[1]

1-2: ”نفس اگر بھوکا ہو تو کتے کی مثل ہوتا ہے اور پُر شکم ہو تو گدھا ہوتا ہے“۔

حضور نبی کریم (ﷺ) کا فرمان مبارک ہے: ”جس گھر میں کتا ہو وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے“[2] کی تاویل فرماتے ہوئے آپ (رحمتہ اللہ علیہ) رقم طراز ہیں:

”دل گھر کی مثل ہے، ذکر اللہ فرشتے کی مثل ہے اور نفس کتے کی مثل ہے“۔[3]

اللہ عزوجل اور اس کے حبیب مکرم (ﷺ) کے احکامات کے باغی و نافرمان نفس کو حضور سلطان العارفین (رحمتہ اللہ علیہ) نے مختلف چوپاؤں سے تشبیہ دی ہے جیسا کہ آپ (رحمتہ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں:

”اللہ و نبی مکرم (ﷺ) سے بیگانہ نفس محض ریچھ و خنزیر و دیوانہ کتا ہوتا ہے“۔[4]

مزید نفس امارہ کے احوال بیان فرماتے ہوئے آپ (رحمتہ اللہ علیہ) نے ارشاد فرمایا:

”انسان کے ظاہر و باطن کا دار و مدار اس کے احوال نفس پر ہے۔ نفس امارہ سیری کے وقت کبر و انا سے فرعون ہوتا ہے، بھوک کے وقت دیوانے کتے کی طرح درندہ ہوتا ہے، غصے کی حالت میں شیطان ہوتا ہے، شور و شر کی حالت میں دیو خبیث ابلیس ہوتا ہے اور سخاوت کے موقع پر بخیل قارون ہوتا ہے“۔[5]

یاد رہے موذی جانوروں سے تشبیہ نفس امارہ کی ہے جیسا کہ آپ (رحمتہ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں:

”نفس امارہ کو اس کے اعمال کے مطابق کتے، خنزیر، ریچھ، سانپ، بچھو اور بیل و گدھے سے تشبیہ دی گئی ہے“۔[6]

3: ”تیرے بائیں پہلو میں نفس اور دائیں پہلو میں شیطان کا ڈیرہ ہے، یہ دونوں تیرے دشمن ہیں اور تیری اُن سے جنگ ہے۔ بھلا جس شخص کے دونوں پہلوان دشمنوں کے تیروں سے زخمی اور ان کے کانٹوں سے مبتلائے درد ہوں، اُسے خواب و خوش وقتی سے کیا کام؟ ہر لمحہ خبردار رہو! موت کا کوئی اعتبار نہیں، وہ کسی وقت بھی آسکتی ہے۔ فقیر کو چاہیے کہ تصور اسم اللہ ذات میں مشغول رہے، حتیٰ کہ جب اسم اللہ ذات سے تجلی انوار کا شعلہ بلند ہو تو وہ انوار الٰہی کے استغراق اور دیدار الٰہی میں ایسا محو ہو جائے کہ نہ اُسے بہار بہشت یاد رہے اور نہ نار جہنم بلکہ ان دونوں کو چھوڑ کر دیدار پروردگار کی طرف متوجہ رہے“۔[7]

اگر مار سیاہ در آستین است   بہ از نفسی کہ با تو ہم نشین است[8]

4: ”اگر ایک سیاہ ناگ تیری آستین میں ہو تو وہ اس نفس سے بہتر ہے جو تیرا ہم نشین ہے“۔

آپ (رحمتہ اللہ علیہ) نفس کی بدبختی بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

”ہزار شیطان سے ایک نفس بدتر ہے اور ہزار نفس سے ایک مردود ناقص کی صحبت بدتر و خوار تر ہے کہ ناقص انسان ہوا ئے نفس کا پتلا ہوتا ہے“۔[9]

آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ نفس ایک ظالم اور بدبخت دشمن ہے۔ جس سے رحم کی کوئی توقع نہیں۔ یہ محض اللہ پاک کے فضل سے ہی جان چھوڑے گا۔ آپ (رحمتہ اللہ علیہ) نے اس سے گلو خلاصی کے مختلف طرق بیان کیے ہیں جن میں سے یہاں چند فرامین مبارک لکھ کر اللہ پاک کی بارگاہ اقدس سے عمل کی توفیق کے لیے دست سوال دراز کرتے ہیں:

”جب طالب اللہ نفس کے گھوڑے پر سوار ہو کر تصور اسم اللہ ذات میں غرق ہوتا ہے تو تصور اسم اللہ ذات کا نور اُسے باد و برق (ہوا اور بجلی) سے زیادہ تیزی کے ساتھ پل بھر میں حضور حق میں پہنچا دیتا ہے جہاں وہ مشرفِ دیدار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان پتھر و پہاڑ کے حجابات نہیں ہیں“۔[10]

”اسم اللہ ذات نفس کو نیست و نابود کر کے اللہ تعالیٰ کی دائم حضوری میں پہنچاتا ہے“۔[11]

”جان لے کہ مرشد کامل کے ہاتھ پر دست بیعت کیے بغیر نفس کی مخالفت کرنا، اس کے حالات سے باخبر رہنا اور اُسے اپنے قابو میں قید کرنا بہت مشکل و دشوار کام ہے۔ اگرچہ تمام عمر ریاضت کے پتھر سے سر ٹکراتا پھرے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اس لیے کہ نفس بادشاہ ہے اور شیطان اس کا مقرب وزیر ہے۔ مرشد کامل سب سے پہلے وجود کے اندر ان دونوں دیوؤں کو ایک دوسرے سے جدا کرتا ہے جس سے طالب اللہ شیطانی معصیت اور نفسانی خواہشات سے نجات حاصل کر لیتا ہے“۔[12]

---

[1] (عین الفقر)
[2] (صحیح بخاری، کتاب المغازی)
[3] (عین الفقر)
[4] (کلید التوحید کلاں)
[5] (نور الھدیٰ)
[6] (محک الفقر کلاں)
[7] (نور الھدیٰ)
[8] (مجالسۃ النبی ﷺ)
[9] (محک الفقر کلاں)
[10] (امیر الکونین)
[11] (ایضاً)
[12] (مجالسۃ النبی ﷺ)